سلسلہ مطبوعات ۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

فرقہ واریت

کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور اس کا سدِباب

تالیف

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

ناشر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

فرقہ واریت

کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور اس کا سد باب کیا ہے؟

تالیف

استاذ المناظرین

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ضابطہ

نام کتاب :_______ فرقہ واریت کیا ہے ؟ اور کیوں ہے؟
اور اسکا سد باب کیا ہے؟

تالیف :_______ حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب

اہتمام :_______ ادارہ تحفظ سنت بہاولپور

ناشر :_______ اتحاد اہل السنّت والجماعت

ملنے کے پتے

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا 0300-7739206

مکتبہ اہل السنّت والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

مکتبہ اسلامیہ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بالنوری ٹاؤن کراچی

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0614514929

مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

کشمیری بکڈ پوتلہ گنگ چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ البررۃ
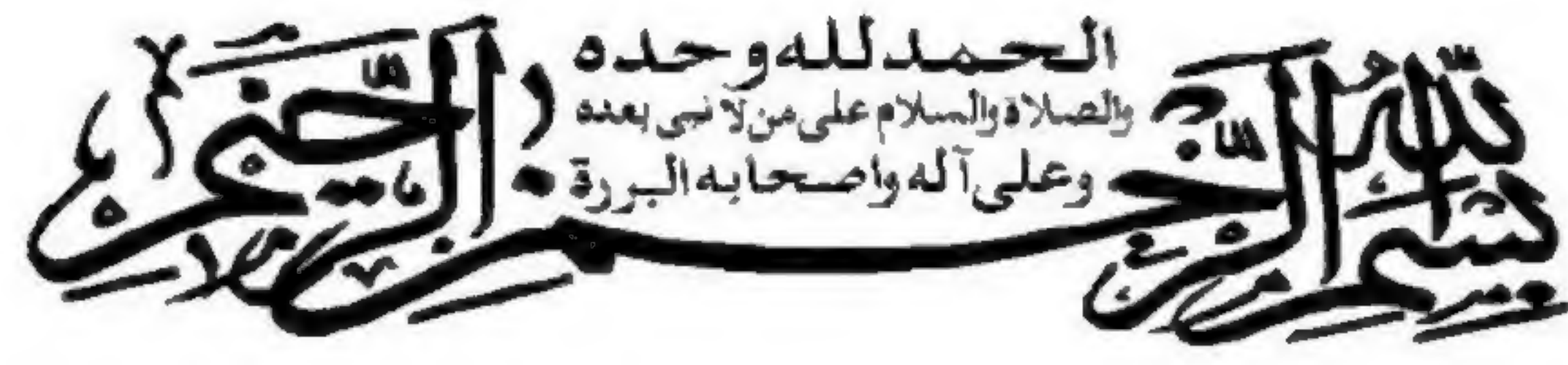
تمہید

علماء دین کو بدنام کرنے، بے وقعت بنانے اور اُنکے بارے عوام الناس میں نفرت پیدا کرنے کیلئے دین اور علم دین سے بیزار انحرافی طبقہ کی طرف سے مختلف ادوار میں جو مختلف انداز اختیار کئے جاتے رہے ہیں ان میں سے مؤثر ترین ہتھیار ان کے نزدیک ''فرقہ واریت کا پروپیگنڈا'' ہے۔ چنانچہ علماء اسلام کے متعلق یہ زبان درازی اور طعنہ بازی عام ہے کہ علماء فرقہ پرست ہوتے ہیں، علماء کا کام فرقہ واریت، فرقہ پرستی اور مذہب کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اور لڑا کر مختلف گروہوں میں تقسیم کرنا ہے۔ وہ قوم میں بجائے محبت کے نفرت پیدا کرتے ہیں۔

حال ہی میں علماء اسلام اور مدارس اسلامیہ کی کردار کشی نیز عوام الناس کو علماء سے متنفر کرنے کیلئے باقاعدہ حکومت کی سرپرستی میں تقریر وتحریر اور ریڈیو، ٹی وی کے ذریعے ایک مہم شروع ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عوام کو خوش کرنے اور عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے حکومت اپنی پوری قوت کے ساتھ سختی سے فرقہ واریت ختم کر کے قوم کو متحد کرنے کی نوید بھی سنا رہی ہے۔ ان حالات میں بہت مناسب ہے کہ فرقہ واریت کی حقیقت، فرقہ واریت کے اسباب اور فرقہ واریت کے سدباب کے عنوان پر کچھ گذارشات ومعروضات برادران اسلام کے گوش گذار کی جائیں۔

دین اسلام

احکام شرعیہ کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔احکام اعتقادیہ: مثلاً وجوداللہ،توحیدالٰہی،نبوت،ختم نبوت،قیامت،صداقت قرآن، عدالتِ صحابہؓ ،صحابہ کرامؓ کا معیارحق ہونا،اجماع وقیاس شرعی کا حجت شرعیہ ہونا، نزول عیسیٰؑ وغیرہ۔

۲۔احکام عملیہ: یعنی انفرادی واجتماعی،ذاتی وقومی بلکہ بین الاقوامی عملی زندگی کے متعلق اسلام کے احکامات مثلاً نماز،روزہ،حج،زکوٰۃ،نکاح وطلاق،تجارت،شرکت ومضاربت، اجارہ،اعارہ،وکالت،حلال وحرام،جہاد،امارۃ اسلامیہ،میراث وغیرہ غرضیکہ عبادات، معاملات،حقوق اللہ،حقوق العباداورنظام حکومت کے تمام شعبہ جات کے متعلق اسلام کے وہ تفصیلی احکامات جن کوعملاً اختیارکیا جاتا ہے۔

۳۔احکام اخلاقیہ: مثلاً سخاوت،شرافت،شجاعت،تواضع وغیرہ۔

انہی تین قسم کے احکام اسلام کے مجموعہ کا نام دین اسلام ہے جس کواللہ تعالیٰ نے دیناًقیماًاوردین فطرت فرمایا ہے۔اسی کے متعلق فرمایااِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام (بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے)۔اسی کے متعلق فرمایااَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِ سْلَامَ دِیْنًا(آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کرلیا)اور اسی دین اسلام کے متعلق فرمایا

هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَه' بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَه' عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے) اور قبر میں اسی دین کے متعلق سوال ہوگا۔ مَا دِیْنُكَ ؟ تیرا دین کیا ہے؟ پس جس نے سچے دل سے اللہ کے اس پسندیدہ دین کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہوگا اور دنیا کے دوسرے نظاموں پر اس نظام رحمت کی برتری و بالادستی کا عقیدہ رکھا ہوگا وہی جواب دے سکے گا'' دِیْنِیَ الْاِسْلَام '' میرا دین سلام ہے۔

تدوین دین

قرآن کریم کے مدون اول: قرآن کریم پہلے کتابی شکل میں مدون نہیں تھا۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے دوران قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع کرایا۔ یہ جمع شدہ نسخہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب کے پاس محفوظ رہا تا آنکہ حضرت عثمانؓ، حضرت حذیفہؓ و دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے قرآن کریم کو لغتِ قریش میں جمع کیا گیا اور اس لغتِ قریش والے مصحف قرآنی کے متعدد نسخے تیار کرا کے پوری اسلامی سلطنت میں اُس کو عام کیا گیا۔ پھر خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور میں قرآن کریم پر اعراب اور نقطے لگائے گئے۔ ازاں بعد مزید آسانی کی خاطر قرآن کریم میں وقف کے رموز و علامات اور آیات کے نشانات وغیرہ لگائے گئے۔

حدیث شریف کے مدون اول: اسی طرح عہد نبوت و عہد صحابہؓ میں زیادہ تر حفاظت حدیث کا دارومدار حفظ حدیث پر تھا اور کتابی سطور کی بجائے انسانی صدور کے ذریعے تھا۔ اگرچہ بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ اور بعض تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے پاس کچھ حدیثوں کے نوشتے تھے لیکن بہت مختصر اور بہت محدود۔ جب قوت حافظہ میں کمی کا خوف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں احادیث رسول اللہ ﷺ کے منتشر ذخیرہ کو یکجا جمع کرنے کا

داعیہ پیدا کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی خلافت کے دوران استاذ الکل محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے احادیث کو جمع کرایا۔ اس جمع شدہ ذخیرہ حدیث پر محدثین حضرات نے مزید تحقیق و تسہیل کا کام کیا جس کے نتیجہ میں مختلف قسم کی کتب حدیث وجود میں آگئیں اور ہر قسم کا جدا نام رکھا گیا.. جیسے جامع، سنن، مسند، معجم وغیرہ۔ پس جس طرح قرآن وحدیث پہلے مدون نہ تھے، بعد میں مختلف ادوار میں مرحلہ وار مدون کئے گئے۔

فقہ کے مدون اول: اسی طرح احکام شرعیہ یعنی قرآن وحدیث کی توضیح وتشریح اور تعلیم و تعلم کا کام عہد نبوت، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اور اوائل تابعین رحمۃ اللہ علیہم زبانی طور پر تھا۔ سب سے پہلے امام اعظم، امام الائمہ المحدث الفقیہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (۸۰۔۱۵۰ھ) نے قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذخیرہ میں منتشر احکام شرعیہ کو جمع کیا بلکہ ان احکام منصوصہ کی تہہ میں مستور کلیات کو تلاش کر کے ان کے ذریعے ممکنہ پیش آمدہ ہزاروں جزئیات کو پیشگی حل کر دیا۔ چنانچہ اس وقت کی حل کردہ بعض جزئیات ایسی ہیں جو صدیوں کے بعد اب پیش آرہی ہیں تاہم انکا حل پہلے سے موجود ہے یا کم از کم ان کے حل کرنے کے اصول و نظائر موجود ہیں۔ نیز قرآن وحدیث میں عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص اور اقتضاء النص کے اسلوب میں بیان شدہ مسائل کا ادراک کر کے ان کو اجاگر کیا۔ آپ نے اس عظیم کام میں یہ احتیاط برتی کہ احکام شریعت کو انفرادی طور پر جمع کرنے کی بجائے اپنے ہزاروں شاگردوں میں سے چالیس جید و ماہر ترین شاگردوں کی مجلس شوریٰ قائم کر کے شورائی طریقہ پر شریعت کے احکام منصوصہ وغیر منصوصہ کو جمع کرایا۔ چنانچہ محدثین وفقہاء حضرات نے اس حقیقت کو تسلیم کیا اور صاف لکھا!

وَاَبُوْ حَنِیْفَةَ اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الشَّرِیْعَةِ وَرَتَّبَهٗ اَبْوَابًا، ثُمَّ تَابَعَهٗ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِیْ تَرْتِیْبِ الْمُوَطَّأ وَلَمْ یَسْبِقْ اَبَا حَنِیْفَةَ اَحَدٌ لِاَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِیْنَ

لَمْ يَضَعُوْا فِيْ عِلْمِ الشَّرِيْعَةِ اَبْوَابًا مُّبَوَّبَةً وَّلَا كُتُبًا مَّرَتَّبَةً وَّاِنَّمَا كَانُوْا يَعْتَمِدُوْنَ عَلٰى قُوَّةِ حِفْظِهِمْ فَلَمَّا رَاٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ الْعِلْمَ مُنْتَشِرًا وَّخَافَ عَلَيْهِ الضِّيَاعَ دُوْنَهٗ فَجَعَلَهٗ اَبْوَابًا وَّبَدَاَ بِالطَّهَارَةِ ثُمَّ بِا لصَّلَاةِ ثُمَّ بِسَائِرِ الْعِبَادَاتِ ثُمَّ الْمُعَامَلَاتِ ثُمَّ خَتَمَ الْكِتَابَ بِالْمَوَارِيْثِ وَاِنَّمَا بَدَاَ بِالطَّهَارَةِ وَالصَّلَاةِ لِاَ نَّهُمَا اَهَمُّ الْعِبَادَاتِ، وَاِنَّمَا خَتَمَ الْكِتَابَ بِالْمَوَارِيْثِ لِاَنَّهَا آخِرُ اَحْوَالِ النَّاسِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ كِتَابَ الْفَرَائِضِ وَكِتَابَ الشُّرُوْطِ

(تبییض الصحیفہ ص۱۱۶، عقود الجمان ص۱۸۴، مناقب موفق ص۱۳۶ ج۲)

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب وار مرتب کیا پھر امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے موطا کی ترتیب میں آپ کی موافقت کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے بھی علم شریعت کو مدون نہیں کیا کیونکہ صحابہ کرامؓ اور تابعین حضرات نے علم شریعت کو نہ ابواب کی صورت میں مدون کیا نہ کتابوں کی شکل میں مرتب کیا۔ صرف اور صرف وہ اپنی قوت حافظہ پر اعتماد کرتے تھے۔ پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ علم منتشر ہے اور اسکے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو انہوں نے ابواب وار علم دین کو مدون کیا یعنی پہلے کتاب الطہارۃ، پھر کتاب الصلوٰۃ، پھر تمام عبادات، ازاں بعد معاملات، پھر کتاب کو مسائل وراثت پر ختم کیا۔ طہارۃ وصلاۃ سے اس لئے آغاز کیا کہ تمام عبادات میں سے اہم ترین عبادت ہے اور مسائل وراثت پر اس وجہ سے ختم کیا کہ وہ انسان کے تمام احوال میں سے آخری حالت ہے۔ نیز امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو مدون کیا ہے"۔

مراحل تدوین: پھر اس ابتدائی تدوین کے بعد مختلف ادوار میں اس پر مزید محنت ہوتی رہی اور ہر دور میں نئے پیش آمدہ مسائل کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقرر کردہ اصول اور حل شدہ فروع

کی روشنی میں حل کرنے کا سلسلہ برابر جاری رہا حتیٰ کہ فقہ حنفی کی کتب میں حل شدہ شرعی مسائل کی تعداد قریباً ساڑھے بارہ لاکھ ہے (مقدمہ البنائیہ) پھر اس تدوین کے سلسلہ نے مزید ترقی کی، اس میں مزید وسعت پیدا ہوئی حتیٰ کہ احکامات شرعیہ کی مذکورہ بالا تین قسموں کو بڑی تفصیل کے ساتھ علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا جس سے تین علوم شرعیہ وجود میں آ گئے۔

(۱) احکامات شرعیہ اعتقادیہ کا حل شدہ مجموعہ 'علم الکلام'، (۲) احکامات شرعیہ عملیہ کا تشریحی مجموعہ 'علم الفقہ' اور (۳) احکامات شرعیہ اخلاقیہ کی تفصیلات کا مجموعہ 'علم التصوف' کے نام سے موسوم ہوا۔

سو اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت کے تحت دین کے سب احکامات ان تین علوم کی شکل میں پوری تفصیل کے ساتھ مدون ہو گئے۔ مدون ہو کر تقریر و تحریر، قلم و زبان، تعلیم و تعلم اور علم و عمل کے ذریعے نسل در نسل محفوظ رہے اور محفوظ رہ کر ہر پہلے طبقہ سے بعد والے طبقہ کی طرف منتقل ہوتے رہے اور انشاء اللہ العزیز قلت و کثرت کے تفاوت کے ساتھ یہ مبارک سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ دین اور خدام دین کی حفاظت فرماتے رہیں گے۔ اِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ 'اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا'۔

فرقہ واریت کیا ہے؟اور کیوں ہے؟

پس جیسے قرآن کریم عہدِ نبوت میں مدون نہ ہوا تھا بلکہ اس کی تدوین کا آغاز عہد صدیقی میں ہوا پھر مختلف تدوینی مراحل سے گزر کر موجودہ صورت پر پختہ ہوا اور قرآن کریم کے ان مختلف تدوینی ادوار کے نتیجہ میں مختلف علوم قرآن وجود میں آگئے۔ اگرچہ قرآن کریم کی تدوین بعد میں ہوئی لیکن پوری اُمت مسلمہ کا پختہ ایمان ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو محمد عربی ﷺ پر نازل ہوا، اس میں ذرا برابر تبدیلی نہیں آئی ۔ تدوین قرآن کا مؤخر ہونا قرآن کو مشکوک نہیں بناتا بلکہ اس سے قرآنِ کریم کی صداقت میں کوئی ادنی شک وشبہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے ملتِ اسلامیہ نے عہد صحابہؓ وعہد تابعین رحمہم اللہ مدون شدہ قرآن کو بلا چوں وچراں تسلیم کیا اور اس میں انحراف تو کجا اس میں تردد وتذبذب کو بھی کفر قرار دیا ہے۔

اسی طرح تدوین حدیث بھی عہد تابعین رحمہم اللہ شروع ہوئی۔ پھر مختلف ادوار میں مختلف انداز سے تدوین حدیث کا عمل جاری رہا تا آنکہ اس محنت کے نتیجہ میں متعدد علوم حدیث معرض وجود میں آگئے لیکن تدوین حدیث کی تاخیر کی وجہ سے نہ تو احادیث رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا گیا اور نہ ہی ان میں شک کیا گیا بلکہ احادیث نبویہ کو قوانین شریعت کیلئے دوسرا ماخذ تسلیم کیا گیا۔

بعینہ اسی طرح علوم شریعت یعنی احکام شرعیہ کی تدوین اگرچہ عہد تابعین رحمہم اللہ اور اس کے مابعد کے ادوار میں ہوئی ہے لیکن تدوین قرآن اور تدوین حدیث کی طرح تدوین دین کی تاخیر احکام شریعت کے مدونہ توضیحی وتشریحی ورثہ کے تسلیم کرنے میں بھی

مانع نہ ہونی چاہیئے بلکہ حق و باطل اور راہ ہدایت و راہ ضلالت کے تعین میں علم شریعت کی ان توضیحات و تعبیرات کو معیار مان لینا چاہیئے کہ ہر فن میں اناڑی لوگوں کے مقابلہ میں ماہرین فن کی تحقیق قابل تسلیم اور حرف آخر ہوتی ہے اور علم و عقل، حکمت و بصیرت، نور فطرت اور فن کی سلامتی کا تقاضا بھی یہی ہے۔

لہٰذا خیر القرون کے ماہرینِ شریعت یعنی مجتہدین اسلام کی تشریح و تعبیر جو علم الکلام، علم الفقہ، علم التصوف کی صورت میں موجود و محفوظ ہے، اسی تشریح و تعبیر کے ساتھ کتاب و سنت کو ماننا اور اس پر چلنا صراط مستقیم اور سبیل اللہ ہے۔ اس سے انحراف کر کے احکام شریعت کی خواہشاتی، من بھاتی اور آزادانہ تشریح و تعبیر اختیار کرنا پھر اس نئی تشریح کی بنیاد پر نیا مذہب نکالنا فرقہ واریت ہے، خواہ اس کو فہم قرآن و فہم حدیث کا نام دیا جائے یا اسے تحقیق و ریسرچ کہا جائے یا اس پر دین محمدی اور سلفی مذہب کا پرکشش و پرفریب لیبل چسپاں کیا جائے یہ فرقہ واریت ہے اور فرقہ واریت ہی کہلائے گی۔ کیونکہ عنوان کے بدلنے سے دوسروں کو دھوکہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن حقیقت کو نہیں بدلا جا سکتا۔ بوتل میں قارورہ ڈال کر اس پر روح افزا کا لیبل لگا دیا جائے تو قارورہ، قارورہ ہی رہتا ہے روح افزا نہیں بنتا۔

پس ماہرین شریعت کی دینی تحقیق سے سرکشی و روگردانی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی فرقہ واریت کو جو بھی پرکشش عنوان دیا جائے اور فرقہ واریت کے اس مکروہ چہرہ کو چھپانے کیلئے پرفریب اور حسین تعبیرات کا جو بھی پردہ ڈال دیا جائے پھر بھی فرقہ واریت آخر فرقہ واریت ہی ہے اور درحقیقت فرقہ واریت کا ذمہ دار علمبردار یہی انحرافی طبقہ ہے اور مسلمہ مجتہدین اُمت کی تحقیقات انیقہ سے انحراف اور اس کے مقابلہ میں اپنا جاہلانہ اجتہاد فرقہ واریت کا بہت بڑا سبب ہے بلکہ فرقہ واریت کے شجرۂ خبیثہ کی جڑ ہے۔ اور مجتہدین حضرات کی تحقیق سے بغاوت و انحراف کا نام غیر مقلدیت ہے اور غیر مقلدیت ہی تمام

باطل فرقوں کی ماں ہے، اسی کے فتنہ پرور بطن سے باطل فرقے جنم لیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر ہرکس وناکس کو اپنی آزادانہ تحقیق کی چھوٹ دے دی جائے تو کوئی کہے گا میں نے قرآن وحدیث سے یہ سمجھا کہ نبوت جاری ہے، کوئی کہے گا میری تحقیق یہ کہتی ہے کہ نزول عیسیٰؑ کا عقیدہ من گھڑت ہے۔ اب کس کو روکا جائے گا اور روکا ہی کیوں کر جا سکتا ہے۔ جب آزادانہ تحقیق کی اجازت مل گئی تو پھر یہی نتائج نکلیں گے مثلاً ایک جگہ دس آدمی موجود ہوں، ہرکوئی تحقیق کرے تو ہر آدمی کا مسلک علیحدہ بن جائے گا اور اس طرح فرقہ واریت عام ہو جائے گی۔ اس لئے غیر مقلدیت کو فتنوں کی ماں کہنا بالکل بجا ہے۔

قرآن حدیث کے نام پر فرقہ واریت

عجیب تر اور حیران کن امر یہ ہے کہ اب تک مسٹر و ملاں کے ہر دو طبقوں سے اسلاف کے علمی ورثہ سے بغاوت کر کے اندھیرے میں ٹامک ٹویاں مارنے والے محققین کی کھیپ کی کھیپ منظر عام پر آ چکی ہے جنہوں نے فرقہ واریت کی مذمت، قرآن وحدیث کی دعوت اور دین اسلام کی وحدت کا بورڈ لگا کر اپنی مذہبی دکانیں خوب چمکائی ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان کی دعوت کا نقطہ آغاز یہ ہوتا ہے کہ علماء فرقہ پرست ہوتے ہیں ان کا کام فرقہ واریت ہے ان کو چھوڑ دو اور براہ راست خود قرآن وحدیث سے دین سیکھو کیونکہ قرآن وحدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہٰذا اپنے اپنے فرقوں کو چھوڑ کر سب کو قرآن و حدیث پر متفق ہو جانا چاہیئے۔ مگر اس پُر فریب نعرے و دعوے کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس نوع کا ہر محقق و داعی جب مجتہدین کی تشریح و تعبیر سے یکسر آزاد ہو کر اپنے آزادانہ توہمات و نظریات کو تفسیرِ قرآن اور تشریحِ حدیث یا فہمِ قرآن اور فہمِ حدیث کے جلو میں پیش کرتا ہے تو کچھ ہی عرصہ بعد وہ ایک نیا فرقہ بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ سو اس طور پر ہر جدید محقق شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک نئے فرقہ کو وجود میں لانے کا سبب بن جاتا ہے اور روز بروز جیسے

جدید محققین کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے ویسے ویسے نئے فرقوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ دعوت اتحاد کے یہ داعی وحدتِ اُمت کی تباہی کا سبب بن رہے ہیں۔

راقم الحروف کی اس بات کی اس سے تائید ہوتی ہے کہ میاں نواز شریف نے اپنے دورِحکومت میں ایک شریعت بل تیار کیا تھا جو مختلف اخبارورسائل میں چھپا۔اس کی پہلی دفعہ یہ تھی کہ ''پاکستان کا سپریم لاء کتاب وسنت ہوگا لیکن ہرفرقہ کیلئے کتاب وسنت کی وہی تشریح معتبر ہوگی جو وہ خود کرے گا''اس سے یہ بات بخوبی سمجھ آجاتی ہے کہ فرقے بنتے ہیں ماہرین شریعت یعنی مجتہدین اسلام کی تشریح سے انحراف کر کے اپنی آزادانہ نئی تشریح کرنے سے جو دراصل کتاب وسنت کی تشریح نہیں ہوتی بلکہ ان کے اپنے خیالات و خواہشات اوراپنے توہمات وفاسد نظریات ہوتے ہیں جن کو عوام الناس میں مقبول بنانے کیلئے کتاب وسنت کی تشریح کا عنوان دے دیا جاتا ہے یا پھر کتاب وسنت میں تحریف کا ایمان کش زہر ہوتا ہے جو کتاب وسنت کی تشریح کے نام پر ناواقف لوگوں کو کھلایا جاتا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مذکورہ بالا دعوے کو مدلل اور اس کی تفہیم کو سہل کرنے کیلئے قدیم ماہرین شریعت اور جدید محققین وداعیانِ اتحاد کی متضاد تشریحات کی روشنی میں عقائد اسلام اورفرقہ وارانہ نظریات کا تقابلی خاکہ پیش کیا جائے تاکہ فرقہ واریت اوراسباب فرقہ واریت کی تشخیص وتفہیم آسان ہوجائے۔

عقائد اسلام اور فرقہ وارانہ نظریات کا تقابلی خاکہ

عقائد اسلام بتحقیق اسلاف	فرقہ واریت اورفرقہ وارانہ نظریات
1۔اللہ تعالیٰ موجود ہے۔	☆اللہ تعالیٰ موجود نہیں ہے۔
2۔اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہرجگہ موجود ہے	☆اللہ تعالیٰ ہرجگہ موجود نہیں ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔	☆اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔
4۔اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔	☆اللہ تعالیٰ کے علاوہ انبیاء اور اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔
5۔اللہ تعالیٰ ہی مختار کل ہے۔	☆اللہ تعالیٰ کے علاوہ انبیاء اور اولیاء بھی مختار کل ہیں۔
6۔اللہ تعالیٰ جسم اور اعضاء جسمانیہ سے پاک ہے۔	☆اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، پاؤں، ہتھیلی، انگلیاں، کلائی، آنکھ، سینہ، پہلو، پنڈلی، چہرہ وغیرہ ہیں۔
7۔اللہ تعالیٰ کا مکان نہیں ہے بلکہ وہ لامکان ہے۔	☆اللہ تعالیٰ کا مکان عرش ہے اور جب وہ کرسی پر بیٹھتا ہے تو وہ چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے اور اسکے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔
8۔اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں مت بیان کرو۔	☆اللہ تعالیٰ بے ریش لڑکے کی شکل میں ظاہر ہوسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی صورت ہے اور وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔
9۔حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔	☆حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی بھی نبی ہے۔
10۔حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی ماننا کفر ہے۔	☆جو آدمی مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔
11۔حضرت رسول کریم ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں۔	☆حضرت رسول کریم ﷺ کو قبر میں زندہ ماننا شرک ہے۔

12۔حضرت رسول کریم ﷺ قبر اطہر کے پاس پڑھا ہوا درود خود سنتے ہیں۔	☆حضرت رسول کریم ﷺ قبر اطہر کے پاس بھی نہیں سنتے اور سننے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔
13۔وحی صرف انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی ہے	☆وحی آئمہ معصومین پر بھی نازل ہوتی ہے۔
14۔انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں یعنی گناہوں سے پاک ہیں۔	☆انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔
15۔صرف انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔	☆بارہ امام بھی معصوم ہیں۔
16۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں وہ دوبارہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔	☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں وہ دوبارہ نازل نہیں ہوں گے۔
17۔قرآن محفوظ ہے،اس کے محفوظ ہونے میں شک وتردد کفر ہے۔	☆قرآن محفوظ نہیں ہے بلکہ اس میں صحابہ کرامؓ نے تحریف کی ہے۔
18۔بغیر سمجھے تلاوت قرآن بھی باعث اجر ہے۔	☆محض الفاظ قرآن کی تلاوت فضول، بے کار ہے
19۔احادیث رسول اللہ ﷺ حجت ہیں۔	☆احادیث رسول اللہ ﷺ حجت نہیں ہیں۔
20۔آثار صحابہؓ حجت شرعیہ ہیں۔	☆آثار صحابہؓ حجت شرعیہ نہیں ہیں۔
21۔اجماع امت حجت شرعیہ ہے۔	☆اجماع امت حجت شرعیہ نہیں ہے۔
22۔قیاس شرعی حجت شرعیہ ہے۔	☆قیاس شرعی حجت شرعیہ نہیں ہے۔
23۔اصحاب رسول ﷺ معیار حق ہیں۔	☆اصحاب رسول ﷺ معیار حق نہیں ہیں۔

24۔علم الفقہ برحق ہے اور یہ قوانین شریعت کی شرح ہے۔	☆فقہ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں ایک باطل دین ہے۔
25۔علم تصوف اخلاقیات اسلام کی شرح ہے۔	☆علم تصوف باطل ہے اور یہ برہمنوں کی ایجاد ہے
26۔نماز فرض ہے اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔	☆نماز فرض نہیں ہے "نمازی چوتڑا اٹھانے والے لوگ" ہیں۔
27۔ رمضان کے روزے فرض ہیں اور رکن اسلام ہے۔	☆رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں۔
28۔حج بیت اللہ صاحبِ استطاعت پر فرض ہے۔	☆حج بیت اللہ فرض نہیں ہے جب کہ ذکری مذہب والے لوگ تربت (بلوچستان) میں واقع کوہ مراد کا حج کرتے ہیں۔
29۔قبر کا ثواب وعذاب برحق ہے۔	☆ثواب وعذاب قبر محض ایک افسانہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔
30۔قربانی شعارِ اسلام میں سے ہے اور واجب ہے	☆قربانی کے نام پر دولت کا ضیاع ہے۔
31۔سود حرام ہے۔	☆سود حرام نہیں ہے۔
32۔پردہ فرض ہے۔	☆پردہ فرض نہیں ہے۔
33۔گانا بجانا، رقص وسرور حرام ہے۔	☆گانہ بجانا، رقص وسرور حرام نہیں ہے۔

34۔ بیس رکعت نماز تراویح پر پوری اُمت مسلمہ ہمیشہ متفق رہی ہے۔	☆ تراویح کا انکار، تراویح ۸ رکعت ہے، بیس تراویح بدعت ہے، تراویح صرف تین راتیں ہے، تراویح صرف ایک رکعت بھی جائز ہے۔
35۔ مجلس واحد کی تین طلاقیں تین ہیں اس پر ہمیشہ پوری اُمت متفق رہی ہے۔	☆ مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک طلاق ہے۔
36۔ دین اسلام ابدی دین ہے۔	☆ دین اسلام میں حسب ضرورت ترمیم ہو سکتی ہے
37۔ غیر مجتہد لوگوں کیلئے اجتہادی مسائل میں ماہر ترین مجتہدین کی تقلید ضروری ہے اور اس پر اجتہاد کرنا حرام ہے۔	☆ غیر مجتہد لوگوں پر بھی اجتہاد لازم اور تقلید حرام ہے۔
38۔ عقیدۂ تقدیر برحق ہے تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔	☆ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے ہر آدمی اپنی قسمت کا آپ مالک ہے۔
39۔ اسلامی اخلاق وتہذیب دین اسلام کا پاک حصہ ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔	☆ اسلامی اخلاق وتہذیب کا انکار اور اس کے مقابلہ میں مغربی تہذیب کا پرچار ہے

: فرقہ واریت کے مراکز :

عام طور پر تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ اسلامی مدارس اور مساجد میں فرقہ واریت سکھائی جاتی ہے اور یہ فرقہ واریت کے مراکز ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم یہ وضاحت ضروری خیال کرتے ہیں کہ جن مدارس و مساجد میں کتاب وسنت کے سمجھنے کیلئے اکابرین اُمت اور ان کی تحقیقات پر اعتماد کا درس دیا جاتا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے کتاب وسنت میں وارد ہونے والے احکام شرعیہ کی جو تشریح و تحقیق صحابہ کرامؓ کے سامنے فرمائی اور اس پر عمل کر کے دکھایا، صحابہ کرامؓ نے اس تشریح و تحقیق اور عملی مشاہدہ کے مطابق کتاب وسنت کے علم و عمل کو محفوظ کیا اور سرمو اس سے انحراف نہ کیا پھر خدا اور رسول خدا کی اس عظیم، مقدس اور معتمد علیہ جماعت نے اس تشریحی امانت کو علم و عمل کی صورت میں تابعین رحمہم اللہ کی طرف منتقل کیا۔ تابعین رحمہم اللہ نے بھی علم و عمل کی اس امانت اور وراثتِ نبوت کو جوں کا توں محفوظ رکھا اور اسی کی علماً وعملاً تعلیم جاری رکھی۔

بالآخر تابعین رحمہم اللہ کے دور کے آخر میں ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ کے دورانیہ میں علم و عمل کی اس امانت کو مدون کر دیا گیا۔ بعد میں پورے تواتر و تسلسل کے ساتھ احکام شریعت اور کتاب وسنت کی یہی تحقیق و تشریح ملت اسلامیہ میں چلتی رہی اور اسلامی حکومتوں میں بطور قانون نافذ رہی۔ پھر ہر زمانہ کے نئے پیش آمدہ مسائل کو ماہرین شریعت یعنی مجتہدینِ اسلام کے طے کردہ اصولوں اور ان کے مدون کردہ اس تحقیقی و تشریحی علمی ورثہ کی روشنی میں حل کیا جاتا رہا۔ پس جن مدارس اسلامیہ میں کتاب وسنت کی تعلیم اُس تحقیق و تشریح کے مطابق دی جاتی ہے جو عہدِ نبوتؐ، عہد صحابہؓ، عہدِ تابعین رحمہم اللہ اور اس کے بعد کے ادوار میں

محفوظ رہی ہے اور وہ اسی تحقیق وتشریح کی بنیاد پر قائم ہیں، اسی متواتر ومتوارث تحقیق و تشریح کو لے کر چل رہے ہیں اور اسی تحقیق کی حامل کتب ان کا نصاب درس ہیں۔ نیز جن مدارس کے علم وتحقیق کا سلسلہ خیر القرون کے علم وتحقیق سے جڑا ہوا ہے اور جن کے علم وتحقیق کو جدیدیت کی بجائے تواتر وتوارث کی سند حاصل ہے وہ مدارس ہرگز ہرگز فرقہ واریت کے مرکز نہیں ہیں اور نہ ہی وہ علماء فرقہ واریت میں ملوث ہیں جو اسلاف کی اسی متواتر ومتوارث علمی تحقیق وتشریح کے وارث وامین ہیں اور وہ اس تحقیق وتشریح کے قدردان وعلم بردار ہیں جن کو تحقیقِ من کی سفلی نسبت کی بجائے تحقیق سلفی کی نسبت حاصل ہو اور جو تحقیق اسلاف کی تحقیق سے متصادم ہو وہ اس سے بیزار ہیں۔ کتاب وسنت ان کا مقصد حیات ہے مگر ذہنی آوارگی اور باغیانہ ذہنی آلودگی کے ساتھ نہیں بلکہ اسلاف کی تحقیق و تشریح کے تحت اور یہی صراط مستقیم ہے۔

ہاں فرقہ واریت کے مراکز وہ مدارس، مساجد، سکول، کالج، یونیورسٹی، سرکاری ونیم سرکاری ادارے اور ان کے دفاتر ہیں جن میں عہدِ نبوتؐ، عہدِ صحابہؓ اور عہدِ تابعین رحمہم اللہ پورے تواتر کے ساتھ علم وعمل کے راہ سے چلنے والی کتاب وسنت کی متواتر تحقیق کو تقلیدی شرک، جہالت، رجعت پسندی، دقیانوسیت، ذہنی غلامی، تقلیدی ذہن، ذہنی جمود، ملائیت، مُلّا ازم اور فرسودہ خیالات وغیرہ کا مکروہ عنوان دیا جاتا ہے اور اس متواتر تحقیق پر پختگی کو بنیاد پرستی، انتہا پسندی، تنگ ظرفی، ضد اور تعصب وغیرہ کہا جاتا ہے اور تاریخ اسلام کے تابناک ماضی اور سنہری دور یعنی زمانۂ خیر القرون کو دور تاریکی قرار دیا جاتا ہے اور جہالت ثانیہ کے اپنے اس تاریک دور کو علم وروشنی کا دور قرار دے کر اسلاف کی تحقیقات و تشریحات سے نفرت وبیزاری اور سرکشی وبغاوت کا ذہن پیدا کر کے اس حد تک باغیانہ، متکبرانہ اور گستاخانہ ذہن اور اندازِ فکر پیدا کیا جاتا ہے اور اس قدر خودرائی، انانیت اور

غرور وتکبر بھر دیا جاتا ہے کہ پھران کو اپنے مقابلہ میں صحابہ کرامؓ سمیت بڑے بڑے محققین علماء سلف ماہرین شریعت ہیچ نظر آتے ہیں۔اس لئے وہ ان پر اعتماد کرنے کی بجائے ان کی کامل تحقیق کو اپنی ناقص جاہلانہ،طفلانہ بلکہ مجنونانہ تحقیق کی کسوٹی پر پرکھنا اور پرکھ کر ان کے علم وتحقیق پر تنقید ونکتہ چینی کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں اور ایسی تربیت کرنے والے اساتذہ کا وہ پروردہ بیٹا اور پالتو پٹھا بڑا ہی باکمال متصور ہوتا ہے جو ماہرین شریعت یعنی فقہاء امت اور مجتہدین اسلام کی پگڑیاں اچھالنے میں دلیر ہو اور اُن کی صحیح تحقیقات و تشریحات کو رد کر کے ان کے مقابلہ میں اپنے جاہلانہ اجتہادات اور اپنی خواہشاتی تحقیقات کو پُر فریب و پُرکشش عنوانات کے ساتھ عوام کو دھوکہ دینے کا ماہر ہو اور یہ جو ہر جس میں جتنا زیادہ ہوتا ہے وہ ان کی نظر میں اتنا زیادہ انعام واکرام کا مستحق ہوتا ہے اور وہ اتنا بڑا محقق شمار کیا جاتا ہے۔تقریباً ہر کالج و یونیورسٹی میں اس قسم کے جدید یئے کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہیں جو ایک خاص انداز سے اپنی جدید تحقیقات کے پردہ میں فرقہ واریت کا تعفن پھیلا رہے ہیں۔

کمیونسٹ پروفیسر کی فرقہ واریت: راقم الحروف چند سال قبل قاسم العلوم میں تدریس کے زمانہ میں گل گشت کالونی ملتان کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتا تھا۔مسجد میں نمازیوں میں ایک خوش بخت نوجوان بھی تھا جو ہر نماز میں اذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچ جاتا اور جماعت کے وقت تک نوافل اور تلاوت میں مشغول رہتا۔اس نوجوان پر مسجد کے ساری نمازی بڑے خوش تھے۔اپنے بچوں کو نماز وتلاوت کا شوق دلانے کیلئے اس نوجوان کو بطور نمونہ پیش کرتے۔لیکن ہوا یہ کہ وہ نوجوان رفتہ رفتہ سُست ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد مسجد سے بالکل غائب ہوگیا۔اس نوجوان کا گھر تو مجھے معلوم نہ تھا تاہم اس کی جستجو میں رہا۔آخر ایک دن سڑک پر کرکٹ کھیلتا ہوا نظر آ گیا۔میں اس کے

قریب ہوا۔علیک سلیک کے بعد میں نے پوچھا بیٹا آپ تو ہمارے پختہ نمازی تھے خیر تو ہے آپ کئی دنوں سے مسجد میں نہیں آرہے۔ اس نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا، جی بہت نمازیں پڑھ لیں، میں یہ جواب سن کر بہت پریشان ہوگیا کہ اتنا نیک صالح بچہ اور پختہ نمازی، اس کا دل نماز سے کیوں اچاٹ ہوگیا اور اس کے دل سے نماز کی محبت واہمیت کیوں نکل گئی؟ میں نے اس سے بات کرنا چاہی تو اس نے بات کرنا بھی گوارانہ کیا۔ آخر میں نے اسے کہا بیٹا یا تو آپ کسی وقت میرے پاس آئیں یا مجھے بتادیں میں آپ کے پاس آجاؤں گا، وجہ تو بتادیں کہ آپ نے نماز کیوں چھوڑدی؟ اگر آپ کو کوئی نماز کے بارے میں شک وشبہ ہے تو میں ہرممکن اس کو دور کرنے کی کوشش کروں گا مگر وہ اس کیلئے آمادہ نہ ہوا اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ میں کسی مولوی کی بات سننے کیلئے تیار نہیں، میں نے مولویوں کی بہت باتیں سنی ہیں۔ میں نے مسجد میں اس نوجوان کی بگڑی ہوئی حالت کا ذکر کیا تو پتہ چلا کہ یہ طالب کسی دوسرے شہر کا رہائشی ہے۔ یہاں اس نے کالج میں داخلہ لیا ہے اور ایک کیمونسٹ پروفیسر صاحب اس کو مفت ٹیوشن پڑھاتے ہیں۔فرقہ واریت کے کردار اس پروفیسر کی تربیت کا یہ نتیجہ ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ مذکورہ پروفیسر کئی نوجوانوں کو اسلام اور علماء اسلام سے بدظن کرکے گمراہ کرچکا ہے۔

غیر مقلد پروفیسر کی فرقہ واریت: بہاولپور میں پروفیسر عبداللہ صاحب گزرے ہیں۔ بہاولپور یونیورسٹی میں وہ فرقہ واریت پیدا کرنے کی ایک مشین تھی۔ موصوف سرکاری ملازم ہونے کے باوجود فرقہ واریت پرمبنی تبلیغی دورے کرتے، فرقہ وارانہ تقریریں کرتے اور مناظرے کرتے۔ فرقہ واریت کے شاہکار مختلف رسالے لکھتے اور چھپوا کر مفت تقسیم کرتے، لیکن اپنی ملازمت کے تحفظ کیلئے نام ظاہر نہ کرتے مگر ان کی وفات کے بعد پروفیسر عبدالغفار صاحب نے ان سب رسائل کا مجموعہ پروفیسر عبداللہ کے نام سے شائع کیا ہے۔ نیز وہ اپنی کلاس میں فرقہ وارانہ مسائل پر کھل کر طلبہ کی ذہن سازی کرتے۔ مزید یہ کہ فرقہ واریت پھیلانے اور طلبہ میں فرقہ

واریت کا زہر بھرنے کیلئے موصوف نے ایک پرائیویٹ عبداللہ ہال بنارکھا تھا جہاں کالج کے طلبہ کو اپنے پاس رکھ کر ان کو فرقہ واریت کیلئے تیار کرتے۔ چنانچہ موصوف کے شاگرد جہاں جہاں پہنچے ہوئے ہیں وہ وہاں اپنے استاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں۔ سکول، کالج، یونیورسٹی اور دیگر سرکاری اداروں میں فرقہ واریت پھیلانے کے سینکڑوں واقعات ہیں، اگر وہ سب لکھے جائیں تو داستان طویل ہو جائے گی۔

پس وہ جدید محققین جو ایک طرف فرقہ واریت کی مذمت کرتے ہیں اور علماء کو فرقہ واریت کے حوالہ سے بدنام کرتے ہیں، بدنام کر کے اپنی محفلوں کی رونق بڑھاتے ہیں تو دوسری طرف کتاب وسنت کی جدید تشریح کر کے فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ ان کی حالت اس بڑھیا جیسی ہے جس نے باز کو دیکھ کر بڑا ترس کھایا۔ اس نے کہا اس کی چونچ ٹیڑھی ہے بیچارہ کھاتا کیسے ہوگا؟ یہ کہا اور باز کی چونچ کاٹ دی۔ پھر دیکھا کہ باز کے پر بڑھے ہوئے ہیں بڑھیا کہنے لگی بڑے افسوس کی بات ہے آج تک کسی نے اس کی حجامت بھی نہیں بنائی، یہ کہہ کر اس کے پَر کاٹ ڈالے۔ پھر جو نظر پڑی باز کے پنجوں پر تو آب دیدہ ہو کر کہنے لگی افسوس اس کے ناخن اتنے بڑھے ہوئے ہیں یہ تو اپنے آپ کو زخمی کر لیتا ہوگا کسی نے اس بیچارے کے ناخن بھی نہیں کاٹے، یہ کہا اور باز کے ناخن بھی کاٹ دیئے۔ اس احمقانہ اور جاہلانہ خیر خواہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرندوں کا یہ بادشاہ، عقابی نگاہوں کا مالک، فلک بوس اڑان اُڑنے والا شہباز اب ایک مردہ کی طرح چڑیوں اور چیونٹیوں کے سامنے بے بس پڑا ہے۔

آج یہ جدید یئے یعنی جدید محققین اور اسلام کے جدید شارحین کتاب وسنت اور دین اسلام کے ساتھ ایسی ہی ہمدردی و خیر خواہی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ مذکورہ بالا نظریات باطلہ میں سے کسی نہ کسی باطل نظریہ کے داعی بن کر فرقہ واریت کو ختم کرنے کا دعویٰ کر کے مزید فرقے اور فرقہ واریت پیدا کر رہے ہیں۔

تاریخی شہادت

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب برصغیر میں فرنگی حکومت کیخلاف تحریک آزادی چلی تو مسلمانوں کی قوت کو منتشر کرنے کیلئے عیار حکومت نے کچھ ضمیر فروش غدار افراد تلاش کئے۔ تلاش کر کے اپنے ان زرخرید (ضمیر فروش) غلاموں کے ذریعے جہاں مختلف مقاصد کی تکمیل کی وہاں مذہبی فرقہ واریت بھی پیدا کی۔ فرقہ واریت پیدا کر کے اس کو قانونی تحفظ دیا۔ طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلے حکومت کی جانب سے آزادی مذہب کا ایک اشتہار بعنوان ''آزادئ مذہب'' شائع کیا گیا یعنی کسی ایک مذہب کی پابندی لازم نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جدید محققین برساتی مینڈکوں کی طرح نکل آئے۔ اُنہوں نے کتاب وسنت کی نئی نئی تحقیقات وتشریحات کر کے کئی نئے مذاہب نکال لئے۔

دین میں تحریف اور فرقہ واریت کے اس فتنہ کو روکنے کیلئے علماء حقہ بھی ان کا تعاقب کرنے پر مجبور ہوگئے۔ چنانچہ مسلمانوں کو متحد رکھنے کیلئے اور فرقہ واریت کے جال سے بچانے کیلئے اہلِ حق تقریر وتحریر کے ذریعے کتاب وسنت کی متواتر تحقیق وتشریح کے مطابق دین کا تحفظ کرتے رہے اور ان کے باطل مذاہب، فرقہ واریت وفرقہ وارانہ نظریات کی حتی المقدور بیخ کنی کرتے رہے۔

لیکن فرقہ واریت کو قانونی تحفظ حاصل ہونے کی وجہ سے فرقہ واریت کے یہ کردار انگریز سرکار کی طرف سے انعامات حاصل کرتے اور خطابات پاتے رہے۔ ان کو روشن دماغ، جدید محققین، جدید مفکرین اور تعلیم یافتہ کے نام سے مشہور کیا جاتا رہا۔ جبکہ اتحاد کے علم بردار اور وحدت اُمت کے داعی علماء حقہ کو باغی وغدار قرار دیا جاتا۔ فرقہ واریت پھیلانے اور فرقہ وارنہ تقاریر کے الزام میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ چنانچہ اس اشتہار آزادئ مذہب کا تذکرہ کرتے ہوئے غیر مقلد ''نواب صدیق خان صاحب'' لکھتے ہیں

اور یہ لوگ (یعنی اہل حدیث) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا ہے، خصوصاً دربار دہلی میں جو سب درباروں کا سردار ہے۔ جو رسائل و مسائل رد تقلید و تقلید مذہب میں اب تک تالیف ہوئے وہ شاہد عدل ہیں اس بات پر کہ مدعی اس طریقہ کے قید مذہب خاص سے آزاد ہیں۔ اور جس قدر رسائل بجواب ان مسائل کے مقلدانِ مذہب کی طرف سے لکھے گئے ہیں وہ سب باآواز بلند پکارتے ہیں کہ ہم (یعنی مقلدین) مذہب خاص کے مقید و مقلد ہیں۔ ہم پر پیروی فلاں و ہما فرض و واجب ہے، مذہبی آزادگی سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ آزادگی سرکار برٹش کو یا ان کو جو اس حکومت میں اظہار اپنی آزادگی مذہب خاص کا کرتے ہیں مبارک رہے، اب تامل کرنا چاہئے کہ دشمن سرکار کا وہ ہوگا جو کسی قید (مذہب) میں اسیر ہے یا وہ ہوگا جو آزاد و فقیر ہے'' (ترجمان وہابیہ: ص۳۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں

''اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی مذہب کو نا پسند کرتا ہے اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے''

(ترجمان وہابیہ: ص۵)

☆ پس انگریز نے جو مسلمانوں میں ذہنی آوارگی پیدا کی اور کتاب وسنت کی متواتر تحقیق کو باپ دادا کا دین کہہ کر چھڑایا، یہ ہے فرقہ واریت کا اصل سبب۔

فرقہ واریت کا سد باب کیسے؟

جب فرقہ واریت کی حقیقت اور فرقہ واریت کے سبب کی تشخیص ہو چکی تو اب اس پر غور کرنا چاہیئے کہ فرقہ واریت کا سد باب کیا ہے؟

قارئین کرام! جب آپ حضرات معلوم کر چکے کہ فرقہ واریت کا سبب کتاب وسنت کی نئی نئی تشریحات ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کتاب وسنت اور شریعت محمدیہ کی مکمل تشریح صدیوں پہلے ہو چکی ہے جس کو تابعین کے دور میں مدون کر دیا گیا تھا پھر وہ اُمت میں پورے تواتر کے ساتھ علم وعمل کی لائن سے چلتی رہی ہے اور اسلامی حکومتوں میں بطور قانون نافذ رہی ہے اور وہ اب تک محفوظ ہے اور اکثر دینی مدارس میں اُسی تحقیق وتشریح کے مطابق کتاب وسنت کی تعلیم دی جاتی ہے۔

تو اب فرقہ واریت کو ختم کرنے کا طریقہ اور فرقہ واریت کے سد باب کا فارمولا تلاش کرنا کوئی مشکل امر نہیں رہا کہ جو حکومت واقعی فرقہ واریت کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے محض علماء کے وقار کو مجروح کرنا علماء سے عوام کو متنفر کرنا اور عوام میں اپنی مقبولیت پیدا کرنا مقصود نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی حکومتی طاقت وقوت اور حکومتی اختیارات کے ذریعہ کتاب وسنت کی جدید تحقیقات اور جدید تشریحات کو بند کر کے سب کو اسی پہلی متواتر ومتوارث تحقیق و تشریح کا پابند کر دے کیونکہ جب کتاب وسنت کی تشریح ایک ہوگی تو پوری اُمت نہ سہی تو ملکی حد تک پوری قوم مذہبی یک جہتی کے رنگ میں رنگی جائے گی اور مذہبی اعتبار سے ایک ہو جائے گی اور اگر خدانخواستہ ابتدائی طور پر ایک نہ بھی ہوگی تو فرقہ واریت کے وبائی مرض پر انشاء اللہ العزیز اٹھانوے فی صد کنٹرول ضرور ہو جائے گا، پھر رفتہ رفتہ باقی دو فی صد فرقہ

واریت کا خاتمہ از خود ہو جائے گا۔ سو جو حکومت بھی فرقہ واریت کے ختم کرنے میں مخلص ہے اس کیلئے یہ اقدام ناگزیر ہے اور حکومت کیلئے یہ اصلاحی اقدام کرنا کوئی مشکل نہیں۔

اگر یہ معاملہ وزارت مذہبی امور کے اختیار میں دے دیا جائے اور عدالتوں کو باقاعدہ مذہبی کیسوں کی سماعت و فیصلہ کا اختیار دے دیا جائے اور عدالت میں جو شخص بھی کتاب سنت کی متواتر و متوارث تحقیق و تشریح سے منحرف ثابت ہو جائے وہ فرقہ واریت کا مجرم ہے، اس کو عدالت کی طرف سے قرار واقعی سزا مل جائے تو فرقہ واریت کے سوتے خود ہی خشک ہو جائیں گے اور فرقہ واریت کے غلیظ گڑھے ختم ہو جائیں گے۔

تاریخ اسلام کے ترقی یافتہ اور روشن دور میں اسلامی حکومتوں میں یہی دستور تھا۔ چنانچہ امیر المؤمنین خلفیۃ الرسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب جس نے نبوت محمدی ﷺ کے مقابلہ میں اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا اور اپنی اچھی خاصی قوت تیار کر لی تھی کے ساتھ جہاد کر کے ستر (۷۰) قراء صحابہ کرامؓ کی قیمتی جانیں قربان کر کے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑ کاٹ دی اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس فتنہ کو دفن کر دیا۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور میں خارجیوں کا فتنہ وفرقہ وجود میں آیا، جنہوں نے اپنی جدید تحقیق اور جدید نظریات کی بنیاد پر ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ دینی معاملات میں کسی کو حَکَم بنانا کفر ہے اور جو آدمی اس عقیدہ سے اتفاق نہ کرے وہ کافر ہے، اس کا خون بہا دینا مباح ہے۔ یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے۔ یہ فرقہ بارہ ہزار کی تعداد میں تھا۔ جب انہوں نے یہ مذہب ایجاد کر کے اس کو رواج دینا چاہا تو اولاً سیدنا علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھیج کر ان کو سمجھایا، ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا۔ مگر وہ راہِ راست پر نہ آئے تو ثانیاً سیدنا علیؓ نے ان پر فوج کشی کی اور فوجی طاقت کے ذریعہ اس فتنہ کو کچل دیا۔

اسلامی حکومتوں کے فرائض میں شامل تھا کہ ملکی سرحدات کی طرح حدودُ اللہ یعنی حدودِ دین کی بھی حفاظت کریں۔ اس کے بعد بھی اسلامی حکومتوں کے دور میں جب بھی کسی نے حدودِ دین کو پامال کرنے کی طرف پیش قدمی کی اور کوئی نیا مذہب ایجاد کر کے اس کو رواج دے کر دین حق کو تاراج کرنا چاہا اور کتاب وسنت کی متواتر تحقیق وتشریح کے مقابلہ میں اپنی جدید تحقیق کا کھوٹا سکہ چلانا چاہا تو اسلامی حکومت پہلے مرحلہ میں علماء اسلام کے ذریعے دلائل سے ان کو قائل ومطمئن کرنے کی کوشش کرتی، اگر وہ مطمئن ہوکر توبہ کر لیتے تو ان کو معاف کردیا جاتا اور اگر وہ اپنے ایجاد کردہ مذہب کے رواج دینے پر مصر ہوتے تو عدالت یا فوج کے ذریعہ ان کو کیفرِ کردار تک پہنچادیا جاتا۔

اس سلسلہ میں اگر ہم پاکستان کی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیں تو مزید شرح صدر ہوجائیگا۔ انگریز کے دور میں ایک انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حکومت کی پشت پناہی اور حکومتی وسائل کے بل بوتے پر انگریز کا یہ خودکاشتہ پودہ پروان چڑھتا رہا حتیٰ کہ یہ خوب جڑ پکڑ گیا۔ پھر پاکستان معرض وجود میں آیا تو قادیانی فرقہ اپنے مادی وسائل اور پاکستان کی بے دین یا بددین حکومتوں کی بے حسی و بے غیرتی کی وجہ سے حکومت کے حساس اداروں اور کلیدی آسامیوں پر قابض ہوگیا اور قادیانی لوگ حکومت کے مختلف محکموں میں گھس گئے، نتیجۃً یہ فرقہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا۔

دوسری طرف مادی وسائل سے محروم اور حکومت کے معتوب "علماء حق" قادیانیت کے روپ میں پھیلنے والی فرقہ واریت کے خلاف دلائل کی جنگ لڑتے رہے اور قادیانی فرقہ کی اسلام و پاکستان دشمنی کو طشت از بام کرتے رہے اور حکومت کے دروازہ پہ دستک دے کر حکومت کو آگاہ کرتے رہے اور مسلمانوں کو ملت اسلامیہ کے متواتر و مسلمہ عقیدہ ختم نبوت ونزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ دلائل کے ساتھ سمجھاتے رہے۔ سمجھا کر اس

فرقہ واریت سے بچانے اور سلف کے متواتر و متفقہ عقائد پر جمع رکھ کر مسلمانوں میں اتحاد کی فضاء برقرار رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

لیکن بے دین، بے حس، بے شعور اور مفاد پرست حکومتوں نے غیر ملکی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر علماء حق کی طرف سے کی جانے والی اتحاد اور دعوت اتحاد کی عملی کوششوں کو فرقہ واریت کا عنوان دے کر علماء کو بدنام کیا اور اس فرقہ واریت یعنی قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے جرم میں ہزاروں علماء اور مسلمانوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ جیلوں میں بند کر کے ان کو اذیتیں پہنچائی گئیں اور ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے گئے اور ہزاروں کو شہید کر دیا گیا۔ یوں علماء کو فرقہ پرست اور فرقہ واریت کے مجرم قرار دے کر فرقہ واریت کے غلیظ جوہڑ پر پردہ ڈال دیا گیا۔

مگر علماء حق نے ہمت نہ ہاری وہ اُمت مسلمہ کے متواتر و متفقہ عقیدۂ ختم نبوت اور نزول عیسٰی علیہ السلام کی طرف دعوت دے کر متحد رکھنے کی کوشش بھی کرتے رہے اور قادیانیت کو قومی وحدت اور قومی سلامتی کے خلاف سازش بھی قرار دیتے رہے۔ بالآخر شیخ الاسلام، فقیہ ملت، مفتی اعظم، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ وقت کے ابوذر شہنشاہ سیاست سیف بے نیام شیرا سلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں اور حجۃ الاسلام، سید السادات، محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان وامیر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں پوری پاکستانی قوم کی تحریک کے نتیجہ میں قادیانیت کا پرانا مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش ہوا۔ قادیانیوں کے پیشوا مرزا ناصر کو بھی قومی اسمبلی میں طلب کیا گیا۔ کئی روز تک بحث ہوتی رہی۔

المختصر یہ کہ قومی اسمبلی میں قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس فیصلہ کے بعد پوری دنیا میں قادیانی فرقہ کی کمر ٹوٹ گئی اور ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ جن علماء حق کو

قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے خاک وخون میں تڑپایا گیا یہ سراسر ظلم تھا اور یہ ظلم کرنے والے قیامت کے روز اللہ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ قادیانیت فرقہ واریت تھی اور جو علماء وعوام قادیانیت کے خلاف کام کرر ہے تھے وہ درحقیقت فرقہ واریت کے خلاف کام تھا۔ ان کے مقصد کی بنیاد اور اس کا نتیجہ فرقہ واریت کا خاتمہ تھا نہ کہ فرقہ واریت پھیلانا اور قادیانیت کے خلاف ان کی تبلیغی ودعوتی مہم اتحاد اور دعوتِ اتحاد کا مشن تھا۔ اس کے برعکس قادیانی فرقہ اور اس کے پشت پناہ فرقہ واریت کے پیکر اور فرقہ واریت کے مجرم۔

بہرکیف جب قومی اسمبلی نے یہ تاریخی فیصلہ دیا تو اس فرقہ واریت (قادیانیت) کا عروج زوال میں اور ترقی پستی میں تبدیل ہوگئی اور کافی حد تک اس پر کنٹرول ہوگیا۔ اگر اس فیصلہ پر پورا پورا عمل درآمد ہوتا تو موجودہ حالت سے بھی صورت حال مختلف ہوتی۔ ہر حکومت غیر ملکی دباؤ کی وجہ سے اس فیصلہ کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کرتی رہی لیکن اس کے باوجود فرقہ واریت ختم کرنے کے حوالہ سے نتیجہ حوصلہ افزا رہا ہے۔

اسی طرح مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی کوششوں سے یوسف کذاب کا کیس لاہور کی عدالت میں زیرِ سماعت آیا۔ عدالت نے کئی ماہ کی سماعت کے بعد اس کی سزا کا فیصلہ سنایا تو ہمیشہ کیلئے یوسف کذاب کا فتنہ اور اس کی طرف سے پھیلائی جانے والی فرقہ واریت کا خاتمہ ہوگیا۔ کراچی کے گوہر شاہی فرقہ کا کیس بھی عدالت میں زیر بحث آیا۔ اس کے فرقہ وارانہ نظریات عدالت کے سامنے آئے تو عدالت نے اس کو بھی عقائد حقہ متواترہ سے انحراف کر کے اپنے نئے عقائد کفریہ کی بنیاد پر نیا مذہب اور نیا فرقہ نکالنے پر سزا کا حکم سنایا تو گوہر شاہی فتنہ اور گوہر شاہی فرقہ دفن ہوگیا۔۔

کاش! اگر میاں نواز شریف کے دورِ حکومت میں بھٹو اسمبلی کی طرح نواز اسمبلی بھی سپاہ صحابہؓ کی طرف سے پیش کردہ ''تحفظ ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ بل'' پاس کر کے

قانون سازی کردیتی یا کم از کم سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ فریقین کا موقف سن کر عدالت عالیہ کوئی مناسب فیصلہ کردیتی۔ محض فرقہ واریت قرار دے کر حکومت اپنی طاقت کے زور پر ظلم ڈھانے اور مسئلہ دبانے کی ریت اختیار نہ کرتی تو نہ لشکر جھنگوی بنتا نہ سپاہ محمد وجود میں آتا۔ نہ شیعہ، سنی قتل وغارت ہوتی اور نہ ہی سپاہ صحابہ پر پابندی لگانی پڑتی کیونکہ سپاہ صحابہ کا اعلان تھا کہ اگر ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کو قانونی تحفظ دے دیا جائے تو ہم سپاہ صحابہ کو ختم کردیں گے۔

لہٰذا جو حکومت بھی فرقہ واریت کو ختم کرنا چاہتی ہے تو وہ اولاً فرقہ واریت کی حقیقت کو سمجھے کہ فرقہ واریت ہے کیا؟ پھر حکومت پر ضروری ہے کہ فرقہ واریت کے مرتکب افراد کو نئے نظریات چھوڑ کر عقائد متواترہ کا پابند کرنے کی کوشش کرے، اگر وہ ان کے پابند نہ ہوں تو بذریعہ عدالت ان کو پابند سلاسل کر کے ان کو جیل میں بند کردیا جائے تاکہ ساتھ ہی فرقہ واریت بھی بند ہو جائے۔

کیا علماء فرقہ پرست ہیں؟

فرقہ واریت کوختم کرنے کی اصل ذمہ داری تو اسلامی حکومت پر ہے لیکن اگر حکومت اس میں بے حسی وغفلت کا مظاہرہ کرے بلکہ فرقہ واریت کے کرداروں اور ذمہ داروں کوتحفظ دیکر فرقہ واریت کوتحفظ دے تو اولاً علماءحقہ **افضل الجهاد كلمةالحق عند سلطان جائر** کے مطابق حکومت کوفرض شناسی کا احساس دلائیں اور حکومت کی غفلت و بے حسی کو دور کر کے فرقہ واریت کی حقیقت بھی سمجھائیں اور حکومت کوفرقہ واریت ختم کرنے کی طرف متوجہ کریں۔لیکن اگر سب کچھ کے باوجود حکومت ٹس سے مس نہ ہو تو پھر علماء کرام عدالت کی طرف رجوع کریں اور عدالتیں بھی ساتھ نہ دیں اُدھر باطل فرقہ اپنی فرقہ واریت کو خوب پھیلا رہا ہے اور فرقہ وارانہ مہم کو تیز سے تیز کرتا جارہا ہے حتٰی کہ عامۃ المسلمین ان کے دھوکے میں آکر اس فرقہ واریت کا حصہ بن کر صراط مستقیم کے متواتر ومتوارث سلسلۃ الذہب سے ہٹتے اور کٹتے جارہے ہیں تو ایسی صورت میں علماء حقہ پرفرض ہے کہ وہ حفاظتِ دین اور قوم میں مذہبی اتحاد قائم رکھنے اور باطل یعنی فرقہ واریت کا راستہ روکنے کیلئے علمی دلائل کے ساتھ اس صحیح اور سچے عقیدہ وعمل کی طرف قلم وزبان اور تقریر وتحریر کے ذریعے دعوت دیں جو اُمتِ مسلمہ کے درمیان تواتر وتسلسل کے ساتھ اوپر سے چلا آرہا ہے اور باطل فرقے نے جو نیا عقیدہ ، نیا عمل اور نیا مذہب بنا کر کتاب وسنت کے حوالے سے پیش کیا ہے اور پیش کر کے کتاب وسنت کے نام پر لوگوں کے مال وایمان کو لوٹا ہے،اس فرقہ کی دھوکہ بازی اور اس کا بطلان واضح کریں اور باطل فرقہ کی طرف سے پیدا کئے گئے تمام شکوک وشبہات کا ازالہ کریں تا کہ عامۃ المسلمین ان کی فرقہ واریت کے جال میں پھنس کر فرقہ واریت کا حصہ بننے کی

بجائے سبیل المومنین پر چل کر سلسلۂ اتحاد کی کڑی بن جائیں۔

دفاعِ حق اور حفاظتِ دین کی اس محنت کا نام فرقہ واریت نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، یہ فرقہ واریت نہیں بلکہ دعوت اتحاد ہے، یہ فرقہ واریت نہیں بلکہ فرقہ واریت والے فساد کے خلاف جہاد ہے، یہ فرقہ واریت کے شجرۂ خبیثہ کی آبیاری نہیں بلکہ اس کی بیخ کنی ہے اور اس کا نام فرقہ پرستی نہیں بلکہ ''حق گوئی اور حق پرستی'' ہے۔

طائفہ منصورہ:

اے برادرانِ اسلام! ایسے مجاہد، جرأت مند، حق گو علماء بساغنیمت ہیں۔ یہ علماء اللہ کی رحمت ہیں بلکہ بقائے دنیا اور نزول رحمت کا ذریعہ ہیں۔ یہی جماعت وہ طائفہ منصورہ ہے جس کے بارے میں محسن اعظم سرورکائنات ﷺ کا ارشادگرامی ہے

وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ (بخاری: ج۱ص۱۶)

''اور یہ اہل حق کی جماعت قیامت تک قائم رہے گی ان کو کوئی مخالف نقصان نہ پہنچا سکے گا'' یعنی نہ ان کی استقامت میں فرق آئے گا اور نہ وہ اپنے مقصد سے پیچھے ہٹیں گے۔

اور یہی جماعت خیر امت کا مصداق ہے جس کے متعلق ارشادِ ربانی ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ''تم بہترین امت ہو کہ تمہیں لوگوں کی نفع رسانی کیلئے نکالا گیا ہے، تم امر بالمعروف اور عن المنکر کرتے ہو''۔

اور یہ وہی مومن ہیں جن کے متعلق قرانِ پاک میں فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ''مومنین ایک دوسرے کے دوست ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں''۔

ان ہی مومنین کو خوش خبری دی اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ... الخ ''اللہ ان پر

یقیناً رحمت فرمائے گا اور اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو پر رونق باغات اور عمدہ رہائش گاہیں عطا کرے گا، ان نعمتوں سے بھی بڑھ کر نعمت ’اللہ کی رضا‘ ہے“

یہ مجاہد علماء تمام مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ پوری اُمت مسلمہ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ...... الخ تم میں سے لازماً ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے اور یہی لوگ کامیاب ہیں‘

دنیا ان علماء کو فرقہ پرست اور شر پسند کہے یا انتہا پسند اور بنیاد پرست قرار دے، ان کو تخریب کاری اور دہشت گردی کا طعنہ دے یا فرقہ واریت اور امن شکنی کا الزام دے یا ان پر تقلیدی شرک کا فتویٰ لگائے، قرآن ان خوش بخت، خوش نصیب، سعادت مند علماء کو خَيْرَ اُمَّةٍ، اُولُوْبَقِيَّه، اَلْمُفْلِحُوْن، اَلْمُؤْمِنُوْن، اَلصَّالِحُوْن کے اعلیٰ القابات سے نواز کر وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر کا پروانہ عطا فرما کر ذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْم کی بشارت دیتا ہے

کتمانِ حق موجبِ ہلاکت ہے: اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت و ترک کو موجب ہلاکت فرمایا ہے۔ سورۃ ہود میں ہے فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ ...مُجْرِمِيْنَ یعنی ان ہلاک شدہ بستیوں میں اہل علم فساد فی الارض سے کیوں نہیں روکتے تھے (جس کی وجہ سے ہم نے سب کو ہلاک کر دیا) البتہ جو چند افراد نَهِي عَنِ الْمُنْكَرِ کرتے تھے ہم نے صرف ان کو نجات دی اور ان ہلاک شدہ لوگوں کی ہلاکت کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آرام پرستی اور عیش پسندی کے پیچھے پڑ کر نَهِي عَنِ الْمُنْكَر کا فریضہ چھوڑ دیا تھا۔

سورۃ الاعراف میں ہے وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ... خَاسِئِيْنَ حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے (ہم اُن کی زبان حال کو زبانِ

قال میں ڈھال کر حقیقتِ حال کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے)۔ ان کو حکم الٰہی تھا کہ وہ ہفتے والے دن مچھلی کا شکار نہ کیا کریں لیکن اتفاق کی بات یہ کہ ہفتے کے دن مچھلیاں زیادہ ظاہر ہوتیں

ان حالات میں جدید محققین اور شارحین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا جو یہ سوچنے لگے کہ اس طرح تو قوم کا بہت اقتصادی و معاشی نقصان ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی ایسی تشریح کی جائے کہ شریعت بھی رہ جائے اور مچھلی بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ وہ کہنے لگے اب تک جو اس حکم کی تشریح ہوتی رہی ہے کہ نہ مچھلی کو پکڑنا ہے نہ ان کو کسی گڑھے میں محبوس و محفوظ کرنا ہے یہ غلط ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہفتے والے دن مچھلی کو ہاتھ سے مت پکڑو اور اگر ہفتے والے دن مچھلیوں کو گڑھوں میں اس طرح محبوس اور محفوظ کر دیں کہ واپس دریا میں نہ جا سکیں اور اتوار کے دن ان کو پکڑ لیں تو یہ اس حکم کی خلاف ورزی نہیں۔ ان جدید محققین نے اس نئی تحقیق کی بنیاد پر نیا مذہب جاری کیا اور ایک نیا فرقہ بنا ڈالا اور کچھ لوگوں کو چکنی چپڑی باتیں کر کے اپنے ساتھ ملا لیا، یوں نئی تشریح کی بنیاد پر ایک نیا فرقہ اور فرقہ واریت شروع ہو گئی۔

سو قوم تین گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ فرقہ واریت کا علم بردار جدید فرقہ تھا یعنی ہفتے والے دن مچھلیوں کو چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں محبوس کرنے والا طبقہ، وہ اپنے اس عمل کو حکمِ شرعی کے خلاف نہیں سمجھتا تھا۔ دوسرا گروہ اہل حق کا تھا جن کا دعویٰ یہ تھا کہ حکم شرعی کی وہ تحقیق و تشریح جو پہلے سے چلی آ رہی ہے وہی حق وہی سچ اور وہی صحیح ہے۔ قومی وحدت اور قومی اتحاد و اتفاق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپنی نئی تحقیق اور نئی تشریح کر کے اس کی بنیاد پر نیا مذہب اور نیا فرقہ بنانا فرقہ واریت ہے جو بہت بڑا فتنہ اور فساد ہے، لہٰذا اس سے باز آ جانا چاہئے۔

وہ ایک طرف عوام الناس کو سمجھاتے اور ان کو فرقہ واریت سے بچانے کیلئے اسی متواتر و متوارث تحقیق کے مطابق حکم الٰہی پر عمل کرنے کی دعوت دیتے جو فرقہ واریت کے

مقابلے میں دعوتِ اتحاد تھی۔ دوسری طرف ان روشن دماغ جدید محققین کو سمجھاتے کہ تمہاری یہ نئی تحقیق غلط ہے اس کو چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار کرنے سے منع کیا ہے اور جیسے مچھلی کو پکڑنا شکار ہے اسی طرح چھوٹے گڑھے میں مچھلیوں کو اسی طرح محبوس اور محفوظ کر لینا کہ وہ واپس دریا میں نہ جاسکیں اور ہم جب چاہیں ان کو پکڑ لیں یہ بھی شکار ہے، گویا کہ یہ بھی مچھلی پکڑنے کے مترادف ہے اس کو بھی عرفِ عام میں شکار ہی سمجھا جاتا ہے۔

لیکن ان روشن دماغوں اور فرقہ پرستوں کو یہ بات سمجھ نہیں آئی یا ان میں ضد تھی اور تسلیم کا مادہ نہ تھا۔ بہر کیف ان کم فہم یا کج فہم جدید محققین کو یہ بات ناگوار گذری۔ شاید ان کا خیال یہ ہو کہ بات وہ ماننی چاہئے جو براہِ راست اللہ یا رسول اللہ کی ہو، شکار کی یہ وضاحت اور تشریح نہ اللہ نے کی ہے نہ اللہ کے رسول نے بلکہ یہ تمہاری اپنی تحقیق ہے اور ہم اُمتیوں کے اقوال اور اُمتیوں کی تحقیق کے پیچھے نہیں چلتے کہ اس کا نام تقلید ہے اور تقلید شرک ہے۔ اس لئے ہم آپ لوگوں کی تحقیق کو مان کر تقلیدی مشرک نہیں بننا چاہتے۔ لہٰذا ہم اسی تحقیق پر چلیں گے اور اسی پر عمل کریں گے جو ہم نے خود کی ہے۔ گویا وہ اپنی تحقیق کو خدا اور رسول خدا کی تحقیق سمجھتے ہیں جبکہ یہ تحقیق بھی نہ خدا تعالیٰ نے بتائی نہ رسول خدا نے بتائی اور اُمتیوں کی تحقیق ماننا ان کے نزدیک حرام و شرک ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اس جدید (فرقہ واریت کے بانی اور علم بردار) فرقے کا ہر فرد غیر شعوری طور خدا یا رسول بنا ہوا ہے اور ان کی سمجھ خدا اور رسول کی سمجھ ہے۔

اہل حق کہتے ہیں کہ ہم جو اس حکم شرعی کی تشریح بتا رہے ہیں یہ ماہرین شریعت کی تحقیق ہے اور یہ وہ متواتر اور متوارث تحقیق ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے، اس پر عمل بھی ہوتا آیا ہے نہ تم ان پہلے ماہرین شریعت کی طرح ماہر ہو نہ تمہاری یہ تشریح متواتر ہے اور نہ

اس کے مطابق پہلے کبھی عمل ہوا ہے۔ لہٰذا اس پر اصرار نہ کرو۔

لیکن ممکن ہے اُن کا اصول یہ ہو کہ اللہ و رسول کی بات میں ہر ایک کو غور کرنے کا اور تحقیق کرنے کا حق ہے، ماہر غیر ماہر کا اس میں کوئی فرق نہیں۔ رہی یہ بات کہ تمہاری بیان کردہ تحقیق متواتر اور معمول بہ رہی ہے تو میاں ہم تو صرف اور صرف خدا اور رسول کی بات حجت مانتے ہیں اس لئے تواتر کی بات ہمارے سامنے نہ کریں۔ دوسری بات یہ کہ اگر ساری اُمت گمراہ رہی ہے اور ایک غلطی کرتی رہی ہے تو کیا ضروری ہے کہ ہم بھی اس گمراہی اور غلطی میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں؟

اہل حق کہتے کہ ارے بندگانِ خدا اگر تمہیں یہ معقول باتیں سمجھ نہیں آتیں اور ان مسلمہ و متفقہ حقائق کو تسلیم نہیں کرتے تو چلو اس بات کو دیکھ لو کہ قوم میں پھوٹ پڑ رہی ہے اور فرقہ واریت پھیل رہی ہے قوم کا مذہبی اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہو رہا ہے اس لئے قوم پر ترس کھاؤ اور فرقہ واریت پھیلانے سے باز آؤ۔

وہ یہی جواب دیتے ہوں گے جو آج دیا جاتا ہے کہ تم خاموش ہو جاؤ ہماری تردید نہ کرو تم اپنی متواتر تشریح کے مطابق حکم الٰہی پر عمل کرتے رہو ہمیں اپنی تشریح کے مطابق عمل کرنے دو، نہ ہم تمہیں کچھ کہتے ہیں نہ تم ہمیں کچھ کہو، بس فرقہ واریت ختم۔

اہل حق کہتے ہیں کہ تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ ''ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے'' یہ جھوٹ ہے'' کیونکہ ہماری یہ جماعت پہلے سے چلی آرہی ہے جس کو تم نے گمراہ کہا ہے لیکن اتنی بات تو ثابت شدہ ہے کہ ہماری جماعت پہلے سے چلی آرہی ہے اور تمہاری جماعت کل کا ایک نوزائیدہ نیا فرقہ ہے جو ایک نئی تشریح کے نتیجے میں وجود پذیر ہوا ہے۔ نئی تشریح کا داعی تمہارا یہ سربراہ پہلے فردِ واحد تھا پھر وہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو دھوکہ اور چکر دے کر توڑتا رہا حتیٰ کہ تم نے ہمارے بیسیوں آدمی گمراہ کر کے اپنے ساتھ ملا لئے، ان میں سے ہر آدمی

ہماری جماعت کا بازو تھا،تم نے ہمارے اتنے بازو کاٹ لئے پھر بھی یہ کہتے ہو کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے ،یہ جھوٹ مت بولو۔دیکھو بات صاف ہے کہ ہم اُس وحدت اور اکائی کا حصہ ہیں جو شروع سے آرہی ہے اور تواتر کے ساتھ چلتی آرہی ہے اور چل رہی ہے ۔ہم اسی شاہراہ پر چل رہے ہیں جس پر سب اہل حق چلتے رہے ہیں۔تم نے اس شاہراہ کو چھوڑ کر الگ پگڈنڈی نکالی ہے اوراس اکائی سے کٹ کرایک الگ فرقہ بنایا ہے۔ہم اپنے لوگوں کو اسی شاہراہ پر چلنے اوراسی اکائی کے ساتھ وابستہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے۔ تمہارے دھوکے،تمہارے چکر اور مکروفریب سے بچانے کیلئے تمہارا مکروہ چہرہ بے نقاب کرتے رہیں گے۔اور تمہاری پگڈنڈی پر نہ چلنے دیں گے نہ تمہارے نوزائیدہ فرقہ کا حصہ بننے دیں گے کہ قومی وحدت ، مذہبی اتحادواتفاق اور فرقہ واریت کے سد باب کا تقاضا بھی یہی ہے اوراللہ تعالٰی کے سامنے سرخروئی اور نجات بھی اسی میں ہے۔

تیسرا گروہ ابن الوقت ،زمانہ ساز،مصلحت بیں اور روبہ مزاج تھا۔وہ اگر چہ عملاً اس جدید فرقہ سے جدا تھا اور اسی متواتر تحقیق کے مطابق حکم الٰہی پر عمل پیرا تھا۔لیکن فرقہ واریت کے حوالے سے ان کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ فرقہ واریت پیدا کرنے اور پیدا کر کے اس کو پھیلانے والے نوزائیدہ فرقہ کو سمجھانے کی بجائے حق گو مجاہدین کی جماعت کو سمجھاتے کہ اللہ جس قوم کو ہلاک کرنے یا سخت عذاب دینے کا ارادہ فرما چکے ہیں اس کو تمہاری نصیحت کا کیا فائدہ؟ لہٰذا تم بھی ہماری روش اختیار کرلو کہ اپنا عمل صحیح رکھو اور ان کو کچھ نہ کہو، اپنا مذہب چھوڑو مت دوسرے کو چھیڑو مت، گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے

؎ تو اپنی نبیڑ تینوں ہور نال کی   کڑے تو اپنی گھڑی سنبھال تینوں چور نال کی

جماعت حقہ مجاہدین نے جواب دیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر کے اللہ کے سامنے سرخرو ہو جائیں اور شائدان کو بیچ سمجھ آجائے تو وہ بھی

ہلاکت وبربادی سے بچ جائیں۔ یہ تینوں گروہ اپنے اپنے طریقہ پر چلتے رہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کن گھڑی کا وقت آ گیا تو عذاب الٰہی کی گرفت سے صرف وہ بچے جو فرقہ واریت کی برائی سے بچانے کی کوشش کرتے تھے اور فرقہ واریت کو مٹانے کی محنت کرتے تھے۔ باقی جدید تحقیق کا علم بردار نوزائید فرقہ اور ان کے بارے میں خاموش رہ کر اہل حق کی جماعت پر تنقید کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے روکنے والا طبقہ دونوں عذاب الٰہی کا نشانہ بن گئے۔

اس سے پتہ چلا کہ جیسے صراط مستقیم سے انحراف کر کے اس کے مقابلہ میں فرقہ واریت ہلاکت کا سبب ہے اسی طرح فرقہ واریت کے بارے میں سکوت و مداہنت اختیار کرنا اور باطل فرقہ کی فرقہ واریت کو پھلتا پھولتا دیکھنے کے باوجود خاموش رہنا یا فرقہ واریت کے خلاف کام کرنے والوں پر طعن و تشنیع کر کے اور ان کے کام میں رکاوٹیں پیدا کر کے فرقہ واریت کیلئے میدان ہموار کرنا، یہ بھی ہلاکت اور عذاب کا موجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ علماء حق فرقہ واریت نہ پیدا کرتے ہیں نہ پھیلاتے اور نہ ہی بڑھاتے ہیں بلکہ وہ فرقہ واریت کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس لئے علماء حق کے بارے میں فرقہ واریت کا پروپیگنڈہ کرنا اور فرقہ واریت کے حوالہ سے ان کو بدنام کرنا عدل وانصاف کے خلاف ہے۔ نیز فرقہ واریت کے کرداروں اور ذمہ داروں کو آزاد رکھنا اور اس کے برعکس اتحاد اور دعوت اتحاد کے علم برداروں (علماء حق) کو ہتھکڑیاں پہنا کر پابند سلاسل کر کے ان کو جیل کی تنگ وتاریک کال کوٹھڑیوں میں بند کرنا ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا، اس کی مثال تو ایسے ہے جیسے کوئی آدمی پتھروں کو باندھ دے اور کتوں کو چھوڑ دے، پہرے داروں کو بند کر دے اور چوروں کو آزاد کر دے۔

فرقہ واریت کا حل کتاب وسنت اور اقوالِ سلف کی روشنی میں

فرقہ واریت کا حل قرآن کی روشنی میں: ہم نے جو فرقہ واریت کا حل پیش کیا ہے یعنی کتاب وسنت کی جدید تحقیقات کا دروازہ بند کر کے اُمت میں جو پہلے سے متواتر، متوارث اور معمول بہ تحقیق چلی آرہی ہے سب کو اس کا پابند کرنا کیونکہ کتاب وسنت کی وہ متواتر تحقیق وتشریح صراط مستقیم، دین قیم، طریق حق اور راہِ ہدایت ہے۔ اس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔

(۱) قرآن کریم میں ہے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۵)

”جس شخص پر راہ ہدایت واضح ہوگئی پھر بھی وہ رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مؤمنین کے راستے کے خلاف چلتا ہے ہم (دنیا) میں اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور (آخرت) میں اسے جہنم میں دھکیل دیں گے جو بُرا ٹھکانہ ہے“

اس آیت میں وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کا عطف يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ پر عطف تفسیری ہے جیسا کہ آباؤاجداد، پیرومرشد، حسین وجمیل، سیروتفریح، ذہین وفطین، دین وشریعت میں ہر دو اسموں کے مجموعہ میں دوسرے اسم کا پہلے پر عطف تفسیری ہے یعنی دوسرا

اسم پہلے اسم کی تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں کا مصداق اور دونوں کی مراد ایک ہے۔اسی طرح وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کا عطف يُّشَاقِقِ الرَّسُوْل پر بھی عطف تفسیری ہے یعنی رسول ﷺ کی مخالفت کی تفسیر اور وضاحت یہ ہے کہ سبیل المؤمنین کی مخالفت کرنا اور سبیل المؤمنین کی اتباع کو چھوڑ کر اس کے برعکس غیر سبیل المؤمنین کی اتباع کرنا درحقیقت مخالفتِ رسول ہے اور غیر رسول کی اتباع ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے سبیل المؤمنین کی مخالفت کو اور غیر سبیل المؤمنین کی اتباع کو مخالفت رسول قرار دیا ہے تو اس سے یہ حقیقت از خود واضح ہو جاتی ہے کہ سبیل الرسول اور سبیل المؤمنین ایک ہے یا یوں کہیں کہ سبیل المؤمنین سبیل الرسول کی تفسیر ہے۔ پس جو شخص سبیل الرسول کو پہچاننا اور جاننا چاہتا ہے اور جان کر اس پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سبیل الرسول کو اُس کی تفسیر اور شرح کے ذریعے سمجھے اور وہ تفسیر وشرح وہی ہے جس کو خود خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں تفسیر وشرح کے طور پر ذکر کیا ہے یعنی ''سبیل المؤمنین'' اور سبیل المؤمنین سے مراد کسی ایک فرد یا چند افراد کا شاذ عقیدہ وعمل نہیں بلکہ مؤمنین کا متواتر و متوارث عقیدہ وعمل مراد ہے۔ پس سبیل المؤمنین ہی سبیل الرسول کی جان اور پہچان ہے۔ اس کے بغیر سبیل الرسول کی پہچان اور اتباعِ رسول ناممکن ہے کیونکہ سبیل المؤمنین سے جو مختلف راستہ ہوگا اس کو قرآن نے جہنم کا راستہ بتایا ہے اور یہ آگ کی ایک ایسی رسی ہے جو حبل الشیطان ہے۔اس کا ایک سرا اس انحرافی طبقہ کے ہاتھ میں ہے جو سبیل المؤمنین سے اور اس کی عظمت واہمیت سے منحرف ہے دوسرا سرا جہنم سے ملا ہوا ہے۔قرآن کہہ رہا ہے وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ہم سبیل المؤمنین سے انحراف کرنے والوں کو جہنم میں داخل کریں گے۔

قارئین کرام!　جب سبیل المؤمنین صراطِ مستقیم اور سبیل الرسول ہے تو اس سے انحراف فرقہ واریت ہے اور فرقہ واریت کا سد باب یہ ہے کہ اس انحرافی طبقہ کو سبیل

المؤمنین کا پابند کیا جائے۔اگر یہ طبقہ سبیل المؤمنین کا پابند ہوجائے تو فرقہ واریت کا دروازہ بھی بند ہوجائے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایک دعا سکھائی جو نمازوں کے مبارک اوقات میں بحالت نماز ہر رکعت میں کی جاتی ہے۔وہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "اے اللہ مجھے سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا"

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس کو ما کان وما یکون کا علم ہے۔وہ جانتا تھا کہ آگے جا کر صراطِ مستقیم کا معاملہ الجھ جائے گا۔کچھ مادر پدر آزاد، روشن خیال، آزاد منش، خود رائی کے مریض جدید محققین پیدا ہوجائیں گے، وہ قرآن وحدیث کا آزادانہ مطالعہ اور اپنی اپنی جدا تحقیق کر کے صراطِ مستقیم کی کئی نقلیں بنا ڈالیں گے۔ایک سبیل اللہ کے مقابل کئی سبیل الشیطان ایجاد کرلیں گے اور اپنی جدید تحقیق کی بنیاد پر مختلف فرقے بنا کر فرقہ واریت کی آگ بھڑکا دیں گے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اس پریشانی سے بچانے اور نکالنے کیلئے اصلی صراطِ مستقیم اور نقلی صراطِ مستقیم کے درمیان فرق کرنے کیلئے پہچان بتائی اور پہچان بتا کر تعین فرمادی۔فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی صراط مستقیم 'منعم علیہم جماعت (جن پر انعام ہوا) کا راستہ ہے۔لہٰذا ہر زمانہ کے منعم علیہم لوگوں کا جو متواتر راستہ ہے وہ صراطِ مستقیم ہے اور اس سے کٹا ہوا راستہ فرقہ واریت ہے۔جس عقیدہ وعمل پر منعم علیہم جماعت کی تحقیق وعمل کی مُہر ہے وہ حق ہے اور سچ ہے جس پر منعم علیہم کی مہر نہیں بلکہ جدید محققین کے آزادانہ نظریات وخیالات ہیں وہ باطل اور جھوٹ ہے۔پس فرقہ واریت کا خاتمہ اسی میں ہے کہ سب منعم علیہم لوگوں کے متواتر طریقہ کو مضبوطی سے پکڑلیں اور اپنی اپنی

آزادانہ تحقیق کو چھوڑ دیں۔

اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی پہچان یہ نہیں بتائی صراط القرآن والحدیث یا سبیل القرآن والحدیث بلکہ فرمایا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور سبیل المؤمنین۔اس لئے کہ قرآن وحدیث کے مطالعہ کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ منعم علیھم مؤمنین کی تحقیق اور طریق عمل کی روشنی میں مطالعہ ہو اور ان کی تحقیق وعمل کو بطور شرح کے سامنے رکھ کر قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے اور جہاں اپنی تحقیق، منعم علیہم کی تحقیق وطریق اور سبیل المؤمنین سے ٹکراتی نظر آئے تو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور سبیل المؤمنین کی تکذیب کرنے اور ان پر گمراہی کے فتوے لگانے کی بجائے قرآن وحدیث کے سمجھنے میں اپنے فہم کی کجی اور غلطی دور کی جائے۔ان کو غلط کہنے کی بجائے اپنا منشاء غلطی تلاش کر کے اپنی غلطی کو درست کیا جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ منعم علیہم کے طریق اور سبیل المؤمنین سے آنکھیں بند کر کے مطالعہ کیا جائے اور جو کچھ اپنے ذہن میں آتا جائے اور اپنے ذہن میں نقشہ بنتا چلا جائے اُسی کو حرف آخر اور اصل دین قرار دے کر اس پر صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور سبیل المؤمنین کو پرکھا جائے اور جہاں دونوں میں تضاد پیدا ہو جائے وہاں منعم علیھم کے متواتر طریق اور سبیل المؤمنین کو غلط اور گمراہی قرار دے دیا جائے اور اپنی جدید تحقیق کو حق اور حق کا محور بنا دیا جائے۔اسی کا نام خودرائی ہے جو علاماتِ قیامت میں سے ہے۔سرور کائنات ﷺ نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے ہے اعجاب کل ذی رائی بر أیہ ہر رائے والا اپنی رائے پر اکڑ جائے گا۔آپ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں یہ علامت بیان فرمائی کہ اس اُمت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو بُرا کہیں گے۔یہ اندازِ مطالعہ اور اندازِ فکر و تحقیق گمراہ کن ہے۔

بلا شبہ قرآن سرچشمۂ ہدایت ہے لیکن طرز مطالعہ اور طرز فکر کے ان دو مختلف طریقوں کے اعتبار سے قرآن ذریعہ ہدایت بھی ہے اور سبب گمراہی بھی۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا (البقرۃ:۲۶) (اللہ تعالیٰ اس قرآن کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے)۔ پس صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ میں جہاں صراط مستقیم کی پہچان بتائی گئی ہے وہاں براہِ راست قرآن وحدیث سے ہدایت تلاش کرنے اور مطالعہ قرآن کے ذریعے حق سمجھنے کے دعویداروں کیلئے رہنمائی بھی ہے کہ کتاب اللہ کو سمجھئے رجال اللہ کے ذریعے۔

عربی گرائمر کے لحاظ سے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مبدل منہ ہے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ بدل ہے۔ ان میں سے مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ بدل مقصود ہوتا ہے اور مبدل منہ کا ذکر بدل سے پہلے بطور تمہید کے ہوتا ہے جیسے نماز سے پہلے وضو خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ نماز کیلئے تمہید ہوتا ہے۔ سو صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ کو بدل کی صورت میں ذکر کر کے بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقصود اور مقبول منعم علیھم کا طریق ہے اس لئے کہ وہی دراصل سبیل اللہ سبیل الرسول اور سبیل المؤمنین ہے۔ اس سے انحراف سبیل خدا اور سبیل رسول سے انحراف ہے اور یہی فرقہ واریت ہے۔ لہٰذا منعم علیہم کے طریق اور سبیل المؤمنین سے ہٹ جانا اور اس سے کٹ جانا فرقہ واریت ہے۔ اگر فرقہ واریت سے بچنا اور فرقہ واریت کو ختم کرنا ہے تو منعم علیھم کے طریق سے جُڑ جائیں۔

فرقہ واریت کا حل حدیث کی روشنی میں:

(3) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی عَلٰی الضَّلَالَۃ ''یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا'' (ترمذی)

لہٰذا اُمت کا متواتر و متفقہ راستہ جو شروع سے چلا آرہا ہے اور اُمتِ مسلمہ میں

تواتر سے چلتا رہا ہے وہ حق ہے اس سے ہٹے اور کٹے ہوئے راستے باطل ہیں اور ان گنت ہیں۔ لہٰذا سب کو اسی ایک راستہ پر چلنا چاہئے تا کہ ہم بھی ایک ہو جائیں اور جدید تحقیقات کر کے نئے نئے راستے نکالنے چھوڑ دیں کہ یہ باطل اور وحدت اُمت کیلئے سمِ قاتل ہیں۔

(4) ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ هٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْهَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْ اِلَیْہِ وَقَرَأَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (مشکوٰۃ:ص۳۰)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس خط کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچ کر فرمایا یہ کئی راستے ہیں ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اسی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) اور بے شک یہ میرا راستہ ہے اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو (اگر ان راستوں پر چلو گے) تو راہِ خدا سے کٹ جاؤ گے''۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف سبیل اللہ پر چلنے والے قافلۂ حق سے کٹ جاؤ گے بلکہ شاہراہِ حق سے بھی ہٹ جاؤ گے اور صراط مستقیم کے خط سے ہٹا اور کٹا ہوا راستہ سبیل اللہ نہیں بلکہ سبیل الشیطان ہے اور سبیل اللہ کو چھوڑ کر سبیل الشیطان پر چلنا فرقہ واریت اور شیطنت ہے۔

اس فرقہ واریت کا یہ علاج نہیں کہ ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے بلکہ حکومت ان کو قانون کے شکنجہ میں کس کر ان کے بل کس نکال کر سبیل الرحمٰن کی طرف لائے بصورت دیگر علماء حق کا فرض ہے کہ وہ فرقہ واریت کی حقیقت کھول کر اس کے پھیلاؤ کو روکیں نیز وہ سبیل الرحمٰن اور سبیل الشیطان یعنی راہ حق اور راہ باطل، صراط مستقیم اور فرقہ واریت کے درمیان

فرق واضح کر کے ان کی پہچان کرا کر عوام الناس کو فرقہ واریت سے بچائیں اور صراط مستقیم کی شاہراہ پر چلائیں۔ عجیب بات ہے کہ حکومت اپنے باغی کو تو معاف نہیں کرتی۔ اُس کیلئے دو ہی راستے ہیں وفادار بن جائے یا تختہ دار پر لٹک جائے لیکن خدا کا باغی جو اللہ اور سبیل اللہ کو چھوڑ کر اس کے مقابلہ میں سبیل الشیطان کو اختیار کر لے اس کیلئے معافی کیوں؟ وہ آزاد کیوں؟ اور اس کیلئے اعزاز و انعام کیوں؟ ہونا تو یہ چاہیئے کہ جتنا کوئی بڑا باغی ہے وہ اتنا بڑا مجرم ہے اس کی سزا بھی اتنی سخت ہو۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اپنے باغی کیلئے تو تختہ ہے اور اللہ وسبیل اللہ کے باغی کیلئے تخت ہے۔ بس علماء کا قصور یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کو تو معاف کر دیتے ہیں مگر فرقہ واریت پیدا کرنے اور فرقہ واریت پھیلانے والے اللہ کے باغی وغدار کیلئے معافی کے روادار نہیں۔ وہ بھی اس لئے کہ علماء اللہ کے سپاہی ہیں۔ انکا فرض ہے کہ وہ حدودِ دین کی حفاظت کریں اور حفاظت کر کے قیامت کے روز اللہ کے ہاں سُرخرو ہو جائیں اور آگ کی لگام پہننے سے بچ جائیں۔

(5) حضرت ابو امیہ جمحیؓ سے روایت ہے کہ

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِفَقَالَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِھَااَنْ یُّلْتَمَسَ الْعِلْمُ عِنْدَالْاَصَاغِرِ (جامع بیان العلم لابن عبدالبر: ج ۲ ص ۱۹۰)

”حضور اکرم ﷺ سے علاماتِ قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا علامتِ قیامت میں سے ایک پختہ علامت یہ ہے کہ علم اصاغر سے طلب کیا جائے“

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اصاغر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ بِرَاْیِھِمْ فَاَمَّایَرْوِیْ مِنْ کَبِیْرٍفَلَیْسَ بِصَغِیْرٍ 'اصاغر وہ ہیں جو اپنی ذاتی رائے سے بات کریں' (یعنی خودرائی میں مبتلا ہو کر دعوے کریں میری تحقیق یہ ہے، میری رائے یہ ہے، میرے نزدیک یوں ہے اور ان کے علم وتحقیق کا سلسلہ اکابرین کے علم وتحقیق سے جڑا

ہوا نہ ہو) لیکن وہ کم عمر جو اکابرین کے حوالہ سے بات نقل کرے وہ صغیر نہیں۔

اور ابوعبید اخذ العلم من الاصاغر کی وضاحت میں فرماتے ہیں علم لیا جائے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے بعد والے لوگوں سے اور ان کی رائے و علم کو اصحاب رسول ﷺ کے علم و رائے پر مقدم سمجھا جائے، یہ ہے اصاغر سے اخذ علم۔

(۶) حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْبَرْکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ ''برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے'' یعنی اکابرین کا علم بابرکت ہے (حوالہ بالا: ص۱۹۱)

فرقہ واریت کا حل اقوال سلف کی روشنی میں:

(۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اَلَا اِنَّ النَّاسَ لَنْ یَّزَالُوْا بِخَیْرٍ مَا اَتَاھُمُ الْعِلْمُ مِنْ اَکَابِرِ ھِمْ (حوالہ بالا: ص۱۹۱) ''آگاہ ہو جاؤ یہ پکی بات ہے کہ یقیناً لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک ان کے پاس علم اکابر کی جانب سے آتا رہے گا'' (یعنی ان کے علم و تحقیق کا رشتہ اکابر کے علم و تحقیق سے مطابقت رکھے گا۔ یا یوں کہہ لیں کہ جب تک لوگ اکابر کے علم و تحقیق کے وارث و امین رہیں گے تب تک وہ خیر پر ہیں۔

(۸) بلال بن یحییٰ ؒ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

''میں جانتا ہوں کہ لوگوں میں صلاح اور فساد کب ہوتا ہے؟ جب علم اصاغر کی طرف سے چلے اور اکابر پر گراں ہو جائے بوجہ عدم موافقت اور جب علم اکابر کی طرف سے چلے اور اصاغر اس کی موافقت کریں تو دونوں راہ ہدایت پالیں گے'' (حوالہ بالا)

(پس اول صورت میں فرقہ واریت کا فساد ہے جب کہ دوسری صورت میں اتحاد و صلاح ہے)

(۹) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا اَتَاھُمُ الْعِلْمُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَکَابِرِھِمْ فَاِذَا اَتَاھُمْ مِنْ قِبَلِ

اَصَاغِرِ هِمْ فَذَ الِكَ حِيْنَ هَلَكُوْا ''لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک ان کے پاس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرین اُمت کا علم باقی رہے گا اور جب ان کے اصاغر کی جانب سے علم چلنا شروع ہوگا تو یہ ہلاکت کا وقت ہے'' (حوالہ بالا: ص۱۹۲)

(۱۰) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَادَامَ الْعِلْمُ فِيْ كِبَارِكُمْ فَاِذَا كَانَ الْعِلْمُ فِيْ صِغَارِكُمْ سَفَّهَ الْكَبِيْرَ۔

''بے شک تم لوگ ہمیشہ خیر پر رہو گے جب تک علم تمہارے بڑوں میں رہے گا (یعنی اکابر و اسلاف کا علم چلتا رہے گا) اور جب علم تمہارے چھوٹوں میں آ جائے گا (یعنی وہ اپنے علم و تحقیق کو چلائیں گے) تو وہ چھوٹے بڑوں کو بے وقوف کہیں گے'' (حوالہ بالا)

(۱۱) امام شعبی ﷫ نے فرمایا مَا حَدَّثُوْكَ عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَشُدَّ عَلَيْهِ يَدَيْكَ وَمَا حَدَّثُوْكَ مِنْ رَأْيِهِمْ فَبُلْ عَلَيْهِ ''جو بات حضرت محمد ﷺ کے اصحاب ؓ سے تیرے پاس نقل کی جائے اس کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لے اور جو بات (بمقابلہ اصحاب رسول ﷺ) تیرے سامنے اپنی رائے سے بیان کی جائے اُس پر پیشاب کر (یعنی اُس کو رد کر دے) (حوالہ بالا: ص۱۹۳)

(۱۲) امام اوزاعی ﷫ نے فرمایا يَا بَقِيَّةُ۔ اَلْعِلْمُ مَا جَاءَ عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمِ... يَقُوْلُ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ''اے بقیہ! علم وہ ہے جو اصحاب محمد ﷺ کی جانب سے آئے اور جو اصحاب محمد ﷺ سے نہ آئے وہ علم ہی نہیں۔ اے بقیہ! اپنے نبی محمد ﷺ کے اصحاب ؓ میں سے کسی کا اور آپ ﷺ کی اُمت میں سے کسی کا ذکر نہ کرنا مگر خیر کے ساتھ اور جب کسی کو سنو کہ وہ غیر کے پیچھے پڑا ہوا ہے تو سمجھ لو کہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں (جب کہ اصحاب رسول ﷺ اور اسلاف اُمت سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا)۔ (حوالہ بالا: ج۲ ص۳۶)

(۱۳) امام اوزاعی ﷫ فرمایا کرتے تھے کہ عَلَيْكَ بِآثَارِ مَنْ سَلَفٍ وَاِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ

وَاِیَّاكَ وَآرَاءَ الرِّجَالِ وَاِنْ زَخْرَفُوْالَكَ الْقَوْلَ ''سلف کے اقوال کو مت چھوڑو اگرچہ لوگ تمہیں چھوڑ دیں اور لوگوں کی آراء سے بچتے رہو اگرچہ وہ اپنے اقوال کو پرکشش بنا کر پیش کریں'' (حوالہ بالا: ج ۲ ص ۱۷۷)

سنن دارمی ج ۱ ص ۵۰ میں ہے وَاِیَّاکُمْ وَالْمُبْتَدِعَ....وَعَلَیْکُمْ بِالْعَتِیْقِ ''اپنے آپ کو جدت پسندی سے بچاؤ اور اپنے اسلاف کے پرانے طریق کو اپنے اُوپر لازم کرو'' راقم الحروف کے ان سارے معروضات کا خلاصہ حکیم الامت شاعرِ مشرق علامہ اقبال ﷫ کا شعر ہے

زاجتہاد عالماں کوتاہ نظر اقتداء رفتگاں محفوظ تر

یعنی کم علم اور کوتاہ نظر علماء کے نئے اجتہاد کے بالمقابل گذشتہ ماہرین شریعت مجتہدین کی تقلید و اقتداء میں دین و ایمان اور علم و عمل اور اتحادِ اُمت کی زیادہ حفاظت ہے۔

پیمانۂ انصاف ایک ہونا چاہئے

ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جب کوئی جدید محقق اور جدید شارح خواہشاتِ نفس کا اسیر اور حالات زمانہ کے قفس میں پابہ زنجیر ہو کر تقاضائے فطرت کے برعکس کتاب و سنت اور دین فطرت کی خواہشاتی و نفسانی تشریح و تحقیق کرتا ہے۔ تو وہ جہاں اصول فطرت یعنی اصول اسلام اور منشاء خدا اور رسول ﷺ کے خلاف ہوتی ہے وہاں خیر القرون کے قدیم ماہرین شریعت یعنی فقہاء صحابہؓ، تابعین ﷭، تبع تابعین ﷭ متواتر علم و تحقیق سے بھی متصادم ہوتی ہے۔ اسلئے جدید شارحین اپنی تشریحات کو قابل قبول بنانے کے لئے سلف کی عظمت و اہمیت لوگوں کے دلوں سے نکال کر اس کی جگہ نفرت و کدورت پیدا کرنا اور ان کے قلوب میں سلف سے بدگمانی و بداعتقادی کا زہر بھرنا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ جب تک ان کے

دل سلف کی عظمت، عقیدت ومحبت اور اعتماد علی السلف کی نعمت سے معمور ومخمور ہیں تب تک ان کی جدید تحقیق قبول کرنے کی ان میں نہ گنجائش ہے نہ سمائی وپذیرائی ہے کہ پُر برتن میں کسی نئی چیز کی گنجائش نہیں ہوسکتی، نئی چیز ڈالنے سے پہلے برتن کو خالی کرنا ضروری ہوتا ہے۔

چنانچہ یہ جدید شارحین بھی قلوب کے ظروف کو پہلے سلف کی عقیدت ومحبت سے خالی کر کے اس میں نفرت بھرتے ہیں اور اس مقصد کیلئے وہ تقریر وتحریر اور قلم ولسان کے ذریعہ سلف پر طعن وتشنیع، زبان درازی بلکہ سب وشتم کرنا، ان پر کفر وشرک کے فتوے لگانا، ان کو گمراہ وجاہل قرار دینا، ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اہلِ علم واہلِ حق اور حق کا علم بردار باور کرانا ان کے مشن کا لازمی حصہ بن جاتا ہے۔ لیکن اس گھناؤنے کردار کی حامل یہ (معصیت کبیرہ کی مرتکب) شخصیت ڈاکٹر، پروفیسر، عالمی سکالر جیسے بھاری بھرکم القاب کے خوشنما پردوں میں مستور ہو جاتی ہے۔ اس کو فرقہ واریت اور مذہبی انتشار کی بجائے جدید ریسرچ وتحقیق کا عنوان دیا جاتا ہے۔ کود کود کر، اچھل اچھل کر، اسلاف کی پگڑیاں اچھالنے والی یہ شخصیت عالمی سکالر، مفکر ومحقق کا اعزاز حاصل کرتی ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم، کوئی ملا، مولوی، مولانا، کوئی مفتی، سلف کے علم وتحقیق کے تسلسل کو برقرار رکھنے، مسلمانوں کے فکر ونظر کو اسلاف کے فکر ونظر اور فکر وعمل کے ساتھ مربوط کر کے فکری وحدت اور وحدت عمل پیدا کرنے کے لئے سلف پر اعتماد وحسن ظن کو بحال رکھنے کی دفاعی محنت کرے اور اس نقاد شخصیت کے فکر وعمل پر مدلل تنقید کر کے اس کے فکر وعمل کی کجی وگمراہی کو آشکارا کرے تو فوراً اس پر فرقہ واریت کا لیبل لگ جاتا ہے۔ آخر یہ دوہرا معیار اور دوہرا کردار کیوں ہے؟ پیمانۂ انصاف ایک ہونا چاہئے۔

اگر ان عالی شان شخصیتوں پر تنقید اور ان کے فکر ونظر کی تردید فرقہ واریت ہے تو انکی

سلف پر طعن وتشنیع، غلیظ تنقید اور فتوی بازی فرقہ واریت کیوں نہیں؟ اور اگر سلف پر انکی جاہلانہ و جارحانہ تنقید اور اس تنقید کے نتیجہ میں سلف صالحین کے دامن کو چھوڑنے اور ان سے تعلق توڑنے، منہ موڑنے والے لوگوں پر مشتمل اپنا الگ گروہ بنانا فرقہ واریت نہیں تو فرقہ پرستی، گروپ بازی کے خوگر جدید محققین پر تنقید کرنا، تنقید کرکے ان کی فرقہ پرستی اور گروپ بازی سے مسلمانوں کو بچانا، بچا کر سلف کے فکر وعمل کے ساتھ جوڑ کر اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کرنا اور اس نئے پیدا ہونے والے فرقہ اور فرقہ واریت کا راستہ روکنا کیوں فرقہ واریت ہے؟

قادیانیوں نے پوری ملت اسلامیہ سے کٹ کر ایک الگ مذہب ایجاد کرلیا اور اپنے سوا سب کو کافر قرار دیا، یہ فرقہ واریت نہیں مگر قادیانیت کی تردید کرکے لوگوں کو ان کے مکروفریب سے بچانا کیوں فرقہ واریت ہے؟

رافضیوں نے اُمت مسلمہ سے کٹ ہوکر اپنا کلمہ، اذان، الگ کرلیا۔ صحابہ کرامؓ کے جمع کردہ قرآن کو محرف قرار دیا۔ چند صحابہ کرامؓ کو مستثنیٰ کرکے باقی سب کو مرتد کہا۔ اپنے آئمہ کے بارے نزول وحی اور عصمت کا عقیدہ اختراع کرکے جدا مذہب بناڈالا۔ اب اس نئے مذہب کا پرچار تو فرقہ واریت نہیں مگر اس خود ساختہ نئے مذہب سے بچانے کی محنت کیوں فرقہ واریت ہے؟

غیر مقلدین نے تقلید آئمہ کو شرک قرار دیکر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی سب مقلدین کو مشرک قرار دیا، صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے کا انکار کیا، اجماع وقیاس شرعی کو حجت تسلیم کرنے سے انکار کیا اور فقہ کو دین اسلام کے مقابل ایک الگ دین قرار دیا جبکہ سلف میں ان باطل نظریات کا تصور تک نہ تھا، سوانہوں نے سلف کے راستہ سے جدا ہوکر اپنا علیحدہ فرقہ

بنالیا۔ یہ فرقہ واریت نہیں مگر ان باطل نظریات کی تردید کر کے لوگوں کو اس فرقہ کے جال وچال سے بچانا، بچا کر سلفی عقائد ونظریات پر قائم رکھنا کیوں فرقہ واریت ہے؟

اسی طرح بریلویت، پرویزیت، جماعت المسلمین، عثمانی فرقہ، جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی، مماتی گروہ، یہ سب فرقے فرقہ واریت کا چربہ ہیں لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ جو اصل فرقہ واریت ہے جس نے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ اس کے فرقہ واریت ہونے سے انکار ہے مگر اس فرقہ واریت کی تردید اور اس پر ردوقدح کے فرقہ واریت ہونے پر اصرار ہے۔ عدل وانصاف کی بات یہ ہے کہ جدید مذاہب پر تنقید اور ان کی تردید فرقہ واریت کے خلاف اتحاد امت کی دعوت ہے جسکی بنیاد اسلام کی اس تشریح و تعبیر پر ہے جو سلف سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور اسی میں وحدتِ ملت اور اتحاد امت کی شیرازہ بندی ہے۔

تفرقہ بازلوگوں کی پہچان:

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں صراط الذین انعمت علیہم فرما کر صراط مستقیم کی پہچان اور راہ حق کا نشان منعم علیہم شخصیات کو قرار دیا ہے اور حدیث پاک میں امت محمدیہ کے منعم علیہ طبقات کی سرور کائنات ﷺ نے تعیین فرمادی ہے وہ تین طبقات ہیں: صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ......تمام جماعتوں میں سے بہترین میری جماعت ہے (یعنی صحابہ کرامؓ) پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں (یعنی صحابہؓ کے پیروکار جن کو تابعین کہا جاتا ہے) پھر وہ جو ان کے متصل ہیں (یعنی تابعین کی پیروی کرنے والے جن کو تبع تابعین کہا جاتا ہے۔ امت محمدیہ میں یہ تین طبقات ہیں جن کے منعم علیہ اور خیر واہل خیر ہونے کی خود رسول اللہ ﷺ نے

گواہی دی ہے ۔ پس صراط مستقیم اور دین وشریعت کا حق راستہ وہی ہوگا جو ان اہل خیر حضرات کے واسطہ اور ذریعہ سے ہم تک پہنچا جس کا ایک سرا ہم نے پکڑا ہوا ہو تو دوسرا سرا ان اہل خیر کے ساتھ جڑا ہوا ہو اور وہ ان کے درمیان سے گذرتا ہوا ہمیں منزل محمدی تک پہنچا دے ۔ اور دین کے جس راستہ پر اہل خیر نظر نہ آئیں وہ ان سے دائیں بائیں ہو کر گذرے وہ حق نہیں باطل ہے، وہ سچ نہیں جھوٹ ہے، وہ دین نہیں دین کے نام پر دھوکہ ہے ۔ اب اگر مسلمان حق و باطل اور صراط مستقیم کی جان پہچان کیلئے ان تین منعم علیہم طبقات اور ان کے متبعین کو معیار بنالیں تو کبھی بھی اہل باطل اپنی چرب لسانی اور قرآن وحدیث کی غلط تشریح اور دین میں تحریف کر کے نہ مسلمانوں کو گمراہ کر سکتے ہیں نہ ان کو اپنے دام تزویر میں پھنسا سکتے ہیں ۔ اسلئے ان کی اولین کوشش یہ ہوتی ہے مسلمانوں کو قرآن وحدیث کے نام پر منعم علیہم حضرات اور ان کے متبعین سے متنفر کیا جائے لہذا جب آپ لوگ کسی مذہبی مداری کو دیکھیں کہ قرآن وحدیث کے نام پر مجمع میں اپنی ڈگڈگی بجا کر یہ راگ الاپ رہے ہیں مسلمانو! شخصیت پرستی چھوڑ دو ۔ کسی کی ذہنی غلامی میں نہ آؤ ۔ ائمہ فقہاء کی تقلید شرک ہے ۔ پس ائمہ کی اندھی تقلید اور جہالت سے نکلو ۔ اور خود قرآن وحدیث کو سمجھو ۔ قرآن وحدیث اور دین بہت آسان ہے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے ۔ ائمہ نے دین کے ٹکڑے کر دیے ۔ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے ۔ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے ۔ اس انداز سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ شخص فتنہ پردازی اور فرقہ بازی کا کردار اور علم بردار ہے فوراً اس سے دوری اور علیحدگی اختیار کر لینی چاہئے ۔

ازالہ شبہات

جب بات یہاں تک پہنچی کہ فرقہ واریت سے بچنے اور شیطنت کی اس دلدل سے نکلنے کیلئے کتاب وسنت کی اس تحقیق وتشریح کی پابندی کرائی جائے جو اُمت میں متواتر و معمول بہ ہے۔ اس کیلئے حکومت کو جبر وتشدد کرنا پڑے تو وہ اس سے بھی گریز نہ کرے جس کی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اس سے کچھ شبہات پیدا ہوتے ہیں، ہم ان کا ازالہ کردینا ضروری خیال کرتے ہیں:

(شبہ نمبر1)

دین میں جبر نہیں لَآ اِکْـرَاہَ فِـیْ الـدِّیْـنِ آپ کسی کو اس متواتر تحقیق پر مجبور کیوں کرتے ہیں؟

جواب:

اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ کفار کو جبراً دین میں داخل نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ برسرِ پیکار کفار کو مسلمان فوج کی طرف سے تین چیزوں کا اختیار دیا جاتا تھا۔ اسلام یا اسلامی حکومت کی ماتحتی اور جزیہ یا تلوار، لیکن اسلام میں داخل ہونے کے بعد کتاب وسنت میں جدید تحقیقات وتشریحات کر کے دین میں تحریف کرنے اور فرقہ واریت پیدا کرنے کی اجازت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے مَنْ بَـدَّلَ دِیْـنَـہ' فَـاقْتُلُوْ ہُ یعنی جو شخص متواتر اور متوارث طریقہ سے حاصل ہونے والے دینِ اسلام کو تبدیل کر کے فتنہ اور فرقہ واریت پیدا کردے اور پھر اس پر مُصر ہو جائے تو حکومت اس کو قتل کردے۔ دین اسلام کی حفاظت اور

مسلمانوں کے درمیان مذہبی اتحاد ویکجہتی کا تقاضہ بھی یہی ہے لیکن ایسے فتنہ پرداز کو عوامی سطح پر قتل کرنے کا اور قتل کر کے افراتفری اور بدامنی پیدا کرنے کا کسی کو اختیار نہیں البتہ اس کو قتل کرنے کا حکومت سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور اگر حالات کی نزاکت کی وجہ سے قتل مناسب نہ ہو تو کوئی دوسری سزا بھی دی جا سکتی ہے جس سے وہ فتنہ اور فرقہ واریت ختم ہو جائے۔

(شبہ نمبر 2)

اگر جدید تحقیق نہیں کر سکتے تو جدید مسائل کیسے حل ہوں گے؟

جواب:

جدید تحقیق ان مسائل میں روا نہیں جن کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے اور وہ عملی تواتر و توارث سے چلی آ رہی ہے لیکن جدید پیش آمدہ مسائل پر تحقیق ناگزیر ہے۔ اس سے فتنہ اور فرقہ واریت پیدا نہیں ہوتی نہ ہونے چاہیے لیکن اس تحقیق کیلئے بھی کچھ شرائط ہیں:

نمبر 1: علوم آلیہ اور علوم عالیہ میں پوری مہارت یعنی علم صرف، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، عربی ادب، علم تفسیر اور اصول تفسیر، علم الفقہ اور اصول فقہ، علم الحدیث و اصول حدیث، علم الکلام، علم اسماء الرجال، علم التاریخ یعنی احوال ماضی اور موجودہ احوال، نیز اس میں تقوی و طہارت کامل ہو۔ زمانہ کا علم اور ان علوم میں بھی صرف ابجد شناسی ہی کافی نہیں بلکہ پوری مہارت ہو۔ اگر پوری مہارت نہ ہو تو اس علم کے ضروری مسائل کا علم ہو۔

نمبر 2: جدید مسائل کا حل انفرادی طور پر نہ ہو بلکہ شورائی طریقہ پر ہو جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چالیس جید شاگردوں کی مجلس شوریٰ قائم کر کے اس میں احکام شرعیہ کے علم کو مدون کیا۔

نمبر 3: مجلس شوریٰ کا ہر رکن علوم آلیہ اور علوم عالیہ کا ماہر ہو، متقی، پرہیزگار، علم و عمل

کا جامع ہو اور خالص اسلامی ذہن رکھتا ہو، مغربی تہذیب وتمدن کا دلدادہ اور مغربی اساتذہ کا تربیت یافتہ نہ ہو۔

نمبر 4: جدید مسائل کو جب کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنا ہے تو فیصلہ کرنے کا اختیار علماءشوریٰ کے پاس ہوگا۔البتہ جہاں تحقیق مسائل میں وہ جدید معلومات کی ضرورت محسوس کریں وہاں ان کو جدید علوم وفنون کے وہ ماہرین معلومات فراہم کرنے میں تعاون کریں جن کو بطور رکن شوریٰ نامزد کیا جائے۔

نمبر 5: جدید مسائل کو حل کرنے میں اُن اُصولوں کو پیش نظر رکھا جائے جو مجتہدین اسلام نے طے کردیئے ہیں۔ جدید مسائل کا حل اِن اُصولوں کے ماتحت رہ کر ہو، ان سے بالاتر ہوکر نہیں۔

نمبر 6: سب کو مجلس شوریٰ کے فیصلے کا پابند کیا جائے۔انفرادی طور پر اپنی اپنی تحقیق کے پردہ میں فتنہ کھڑا کرنے اور فرقہ واریت پھیلانے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر کسی میں جوش تحقیق اتنا موجزن ہو کہ وہ صبر نہیں کرسکتا تو وہ اپنی تحقیق تحریری طور پر مجلس شوریٰ میں پیش کردے، بس اس کا فرض ادا ہوگیا۔ ایسی شوریٰ حکومت بھی تشکیل دے سکتی ہے اور اگر چاہیں تو علماء اور جدید دین دار ماہرین خود مل کر بھی بنا سکتے ہیں۔

(شبہ نمبر3)

جناب اللہ نے قرآن کو آسان کیا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ لیکن آپ نے بہت مشکل کر دیا ہے!

جواب:

محترم آپ نے ایسے کام کیا ہے جیسے کوئی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پڑھے اور وَاَنْتُمْ

سُکاری کو چھوڑ دے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ کے آگے بھی پڑھیں فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ؟ اب اس آیت کا مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ ''البتہ تحقیق ہم نے قرآن نصیحت پکڑنے کیلئے آسان کر دیا ہے۔ ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے اس کے حصۂ قانون کا حل کرنا آسان کر دیا ہے، ہے کوئی حل کرنے والا؟

دراصل قرآن وحدیث کے دو حصے ہیں۔ حصہ قانون اور حصۂ پند و وعظ۔

حصہ قانون کو وہی حل کر سکتے ہیں جو کتاب وسنت اور قانون شریعت کے ماہر ہوں۔ اگر قانون شریعت والے حصہ کا حل کرنا آسان ہوتا تو سحری کے وقت سرور کائنات ﷺ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سینہ کے ساتھ لگا کر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا نہ فرماتے اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْکِتَابَ وَفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ ''اے اللہ اس بچے کو کتاب اللہ کا علم اور قانون شریعت میں مہارت عطا فرما'' اسی مہارت کا نام فقہ فی الدین ہے۔

دیکھئے انگریزی قانون انسانوں کا بنایا ہوا ہے اس کے باوجود اس کی وضاحت کرنے کا حق صرف اور صرف جج اور وکیل کو ہے، ان کے علاوہ کوئی کتنا بھی تعلیم یافتہ اور دانشور ہو اس کو وضاحت کرنے کا حق نہیں اور اگر وہ وضاحت کرے گا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ وضاحت اور تشریح وہی معتبر ہوگی جو وکیل اور جج کریں گے۔ اسی طرح قانون کی وضاحت میں ایک وکیل دوسرے وکیل سے اور ایک جج دوسرے جج سے اختلاف کر سکتا ہے لیکن ہر ایک کو وکیل یا جج سے اختلاف کرنے کا حق نہیں۔ حتّٰی کہ بعض مرتبہ عدالت میں وکیل اور جج کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے آپس میں بحث بھی ہو جاتی ہے اُس کو توہین عدالت تصور نہیں کیا جاتا، نہ وکیل پر توہین عدالت کا کیس ہوتا ہے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص عدالت میں جج کے ساتھ کسی قانونی نکتہ پر اختلاف و بحث کرے تو توہین عدالت کا کیس ہو جائے گا۔ ہر فن میں ماہر فن کی رائے ہی معتبر ہوتی ہے اور اُس فن کے

ماہرین ہی آپس میں کسی فنی مسئلہ میں اختلاف کا حق رکھتے ہیں، دوسرں کی نہ رائے معتبر ہے نہ ان کو اختلاف کرنے کا حق۔

لیکن اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے یا اسلامی حکومت کی گرفت کمزور ہونے کی وجہ سے کتاب وسنت اور قانون شریعت کے بارے ہر ایک کو رائے زنی کرنے اور مجتہدین اسلام کی متواتر و مسلمہ تحقیقات سے اختلاف کرنے کا بلکہ ان کی تحقیقات وتشریحات کو رد کر کے اپنی جاہلانہ تحقیقات وتشریحات کرنے کا حق ہے۔ اس لئے جو آدمی قانون اسلام میں مہارت نہیں رکھتا وہ قرآن وحدیث کا موعظۃ والا حصہ پڑھ کر نصیحت حاصل کرے کہ اس سے نصیحت پکڑنا بہت آسان ہے۔

(شبہ نمبر4)

کیا اب کتاب وسنت کے حصہ قانون کا مطالعہ نہ کیا جائے؟

جواب:

مطالعہ کیا جائے لیکن اس کا طریقہ کار اور ترتیب یہ ہے کہ پہلے باقاعدہ کسی ماہر و دیانت دار استاذ کے پاس علوم آلیہ یعنی صرف ونحو وغیرہ پڑھ کر ماہرین شریعت یعنی مجتہدین اسلام کی تحقیقات وتشریحات پر مشتمل عربی، فارسی اور اردو کی کتب کو باقاعدہ کسی ماہر استاذ کے پاس پڑھا جائے یا ان کی نگرانی میں مطالعہ کیا جائے پھر ان تحقیقات وتشریحات کو رموز و شرح کے طور پر ساتھ لے کر قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا جائے اور یہ کوئی عجوبہ نہیں۔ کتنی ہی اہم کتابیں ہیں جن کی شروح لکھی گئی ہیں ہم اس کتاب کو ان شروحات کی مدد سے سمجھتے ہیں۔ آج کل ماہر اساتذہ کے لکھے ہوئے رموز کی مدد سے سکول کی نصابی کتابیں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ اقبالیات کے سمجھنے کیلئے انکی شروحات کو سامنے رکھا جاتا ہے جبکہ یہ سب

انسانی کتب ہیں اور قرآن تو وحی الٰہی ہے۔ اس کو سمجھنے کیلئے مجتہدین اسلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرامؓ کے آثار و اقوال کو سامنے رکھ کر خداداد فقاہت اور فقہی مہارت کے ذریعے قرآن کو سمجھا اور قوانین شریعت کو پوری تشریح کے ساتھ مدون کیا۔ ہمارے اندر چونکہ اتنی فقاہت اور فقہی مہارت نہیں، نہ احادیث واقوال پر اتنی وسیع نظر ہے، نہ اتنا حافظہ، نہ تقوی و طہارت، نہ خوف و خشیت الٰہی، نہ حلال روزی، نہ اخلاص اور یک سوئی۔ ہمارے دل و دماغ تو خاندانی اور معاشی مسائل میں اُلجھے ہوئے ہیں اور دنیا سازی میں ہمہ تن مصروف ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم انکی تشریحات وتحقیقات کو بطور شرح کے سامنے رکھ کر قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں جیسا کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ میں اسی طریقہ کار کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔

(شبہ نمبر5)

صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں نہ یہ علوم تھے اور نہ یہ شروح لیکن قرآن وحدیث کو وہ سمجھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کے سمجھنے کیلئے یہ علوم اور شروح ضروری نہیں۔

جواب:

پہلی بات یہ ہے کہ عربی صحابہ کرامؓ کی مادری زبان تھی اور مادری زبان اور اس کے اشارات و کنایات اور باریکیاں سمجھنے کیلئے گرائمر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دیکھئے جناب اس وقت جو قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے اس پر زیر زبر پیش، جزم، شد مد، رموز وقف، منزل، رکوع، آیات، پارے وغیرہ کے نمبرات لگے ہوئے نہ تھے لیکن اس کے باوجود صحابہ کرامؓ تلاوت کرتے، ان کو کبھی دقت پیش نہ آئی لیکن بعد میں غیر زبان والوں کو پڑھنے میں مشکلات پیش آئیں تو ان کی آسانی کیلئے یہ علوم ایجاد ہوئے مگر سارے غیر زبان والے عجمی لوگ ان علوم کو نہیں پڑھ سکتے تھے ایسے بے علم لوگوں کی مشکل پھر بھی حل نہ ہوئی تو قرآن پر اعراب وغیرہ لگا دیئے گئے۔

اب کوئی یہ کہے کہ جب صحابہ کرامؓ قرآن کو بغیر اعراب، بغیر وقف، وغیرہ کے پڑھتے تھے تو ہم بھی پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اعراب لگانے کی ضرورت نہیں تو ان کو یہی کہا جائے گا کہ صحابہ کرامؓ اہل زبان تھے عربی ان کی مادری زبان تھی وہ بغیر صرف ونحو وغیرہ وعلوم کے اور بغیر اعراب لگانے کے پڑھ لیتے تھے لیکن ہم ان علوم کی طرف یا کم از کم اعراب وغیرہ علامات کے محتاج ہیں ہم اس کے بغیر نہیں پڑھ سکتے۔ اسی طرح قرآن پاک کے سمجھنے کا مسئلہ وہ اہل لسان ہونے کی وجہ سے قرآن کو بقدر ضرورت سمجھ لیتے تھے لیکن ہم ان علوم کے بغیر نہیں سمجھ سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے ایک کھلی کتاب تھے۔ اولاً تو اہل زبان ہونے کی وجہ سے وہ قرآن کے ظاہر کو خود سمجھ لیتے تھے اور ثانیاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی وہ بہت کچھ سمجھ لیتے، وہ ایک عملی تعلیم تھی۔ ثالثاً اس کے باوجود جو بات سمجھ نہ آتی وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے۔ اس لئے صحابہ کرامؓ ان علوم کے محتاج نہ تھے۔ اس کے باوجود اعلام الموقعین میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "وہ صحابہ کرامؓ جو قرآن کے ظاہر وباطن دونوں پر دسترس رکھتے تھے اور قانون شریعت کے ماہر تھے یعنی مجتہدین وفقہاء بن کر اجتہاد وفقاہت کے منصب پر فائز ہوئے وہ ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہؓ میں سے صرف ایک سو تیس تھے۔ یہ بھی باقی صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمہم اللہ شرح کی ضرورت کو پورا کرتے۔ اسی طرح تابعین رحمہم اللہ بھی قانون شریعت کی ماہر شخصیات پیدا ہوئیں۔ ان میں سے مدینہ کے سات تابعین رحمہم اللہ سبعہ کے نام سے معروف ہیں (۱) سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (۲) عروۃ رحمۃ اللہ علیہ بن الزبیر (۳) قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق (۴) خارجہ رحمۃ اللہ علیہ بن زید بن ثابت (۵) عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۶) سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بن یسار (۷) سالم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ بن عمر۔ اپنے وقت میں یہ بھی قانون شریعت کی شرح کر کے اس ضرورت کو پورا کرتے۔

جب اس اجتہاد وفقاہت والی اعلیٰ استعداد میں کمی بلکہ نابود ہونے کے حالات پیدا ہونے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تکوینی حکمت کے تحت امام اعظم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں) اور ان کے تلامذہ کے ذریعے قانون شریعت مدون کرایا، پھر اس تدوین کے عمل میں مزید ترقی ہوئی۔ اب ہمیں ان علوم کی دو وجہ سے ضرورت ہے، ان مدونہ کتب کو سمجھنے کیلئے اور پھر ان مدونہ شروح کی روشنی میں قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے بھی۔ بلکہ قدیم عربی زبان جو قرآن وحدیث اور ان مدونہ کتب کی زبان ہے اس کو سمجھنے کیلئے تو آج کے جدید عرب بھی محتاج ہیں وہ بھی ان علوم کو پہلے پڑھتے ہیں پھر سمجھتے ہیں تو ہم غیر زبان کے عجمی لوگ کیسے مستغنی ہو گئے؟

(شبہ نمبر6)

جب کتاب وسنت کے مختلف زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں جیسا کہ ہمارے اردو میں قرآن کریم اور صحاح ستہ کا ترجمہ ہو چکا ہے بس ان اردو مترجم کتابوں کو پڑھ کر دین سمجھا جائے نہ ان علوم کی ضرورت نہ شروح کی اور نہ ہی کسی استاذ کی ضرورت ہے۔

جواب:

چند اُمور ہمارے لئے غور طلب ہیں۔ ایک یہ پتہ چلا کہ فہم دین کا یہ غیر فطرتی طریقہ اردو تراجم کے دور سے شروع ہوا ہے اس سے پہلے نہ تھا۔ پہلے طریقہ یہ تھا چونکہ مجتہدین کا دور گذر گیا تھا البتہ اپنے زمانے میں انہوں نے علم شریعت کی جو تحقیق کی وہ مدونہ دینی کتب میں محفوظ تھی، بتوفیق الٰہی کچھ خوش نصیب لوگ دینی علوم اور دینی کتب پڑھتے، اُن کو عرف میں علماء کہا جاتا ہے۔ اور کچھ اتنا علم بھی حاصل نہ کر سکتے تھے جیسا کہ آج کل بھی لوگوں کی یہ دو قسمیں عیاں ہیں۔ ہمیشہ غیر علماء، علماء سے پوچھ کر ان پر اعتماد کر کے ان کی رہنمائی میں عمل کرتے۔ وہ علماء جو کچھ بتاتے وہ بھی براہ راست قرآن وحدیث سے استنباط

نہ ہوتا تھا بلکہ مجتہدین سابقین کا تحقیقی وتشریحی اور اجتہادی ورثہ جو کتب دینیہ میں محفوظ تھا اُس کو پڑھ کر اس کے مطابق شرعی حکم بتاتے اور بے علم لوگ اس پر عمل کرتے۔ جب اردو ترجمے ہوئے اور وہ بھی صرف قرآن کریم اور صحاح ستہ کے تو یہ نظریہ بن گیا کہ استاذ کی ضرورت نہ دوسری دینی کتب کی، بس قرآن کا اردو ترجمہ اور صحاح ستہ کے اردو تراجم فہم دین کیلئے کافی ہیں۔ سو یہ طریقہ ایک جدید بدعت ہے پہلے نہ تھا۔

دوسری بات یہ کہ اصحاب رسول جو عربی دان تھے عربی اُن کی مادری زبان تھی وہ اس اردو خواں طبقہ سے قرآن وحدیث کو بہتر سمجھتے تھے اس کے باوجود ان میں براہ راست قرآن وحدیث سے احکام اسلام اخذ کرنے اور سمجھنے والے مجتہدین ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرامؓ میں سے ایک سو تیس تھے تو آج اردو خواندہ طبقہ کا ہر فرد کیسے مجتہد بن گیا؟ وہ کتاب وسنت کے ساتھ استاذ کے محتاج تھے صحابہ کرامؓ کیلئے استاذ ومعلم خود رسول اللہ ﷺ، اصاغر صحابہؓ کیلئے اکابر صحابہؓ، پھر تابعین رحمہم اللہ صحابہ کرامؓ، تبع تابعین رحمہم اللہ تابعین رحمہم اللہ اسی طرح ہر دور میں استاذی شاگردی کے طریقہ تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رہا اور تعلیم وتعلم کے ذریعہ علم محفوظ رہا۔ اگر استاذ کی ضرورت نہ ہوتی تو کتاب اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نہ بھیجے جاتے، صرف قرآن نازل کر دیا جاتا اور نہ ہی تعلیم وتعلم کی ضرورت تھی وہ خود ہی مطالعہ کر لیا کرتے۔ پس جب وہ صاحب لسان لوگ استاذ کے محتاج ہیں تو آج کل کے یہ غیر زبان والے استاذ سے کیسے مستغنی ہو گئے؟

تیسری بات یہ کہ کتاب وسنت اور علم دین کی خصوصیت کیوں؟ بغیر تعلیم وتعلم کے اور بغیر استاذ کے ڈاکٹری، انجینئرنگ، سائنس وغیرہ علوم میں محض مطالعہ پر اکتفا کیوں نہیں کر لیا جاتا؟ جبکہ ان میں سے ہر علم وفن میں اردو کتب کا وسیع ذخیرہ موجود ہے، جو قرآن وحدیث کے تراجم کے مقابلہ میں مفصل اور واضح ہیں۔ لیکن ان علوم میں تو حالت یہ ہے کہ دوسرے استاذ

بنائے جاتے ہیں یعنی سکول،کالج کے استاذ علیحدہ اور ٹیوشن پڑھانے والے علیحدہ۔ چوتھی بات یہ کہ پورا دین سمجھنے کیلئے محض قرآن اور صحاح ستہ کا ترجمہ ناکافی ہے۔

ہمارے ایک دوست نے غیر مقلدوں کے ایک جید عالم دین اور مناظر پر شرط رکھی کہ وہ پورے دین کے مسائل نہ سہی صرف نماز کا مکمل طریقہ اور نماز کے ضروری مسائل ہی صرف صحاح ستہ سے سکھا دیں میں اہلحدیث مذہب قبول کرلوں گا وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ قرآن اور صحاح ستہ کا اردو ترجمہ دین سمجھنے کیلئے کافی نہیں ۔اس کیلئے صحاح ستہ کے علاوہ احادیث وآثار کا بہت ذخیرہ ہے جو ضروری ہے،وہ نہ صحاح ستہ میں ہے نہ حدیث کی دوسری مروجہ کتب میں ہے۔

مثلاً امام بخاری ﷫ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لاکھ صحیح احادیث میں سے صحیح بخاری کا انتخاب کیا ہے اور صحیح بخاری میں تکرار ختم کر کے کل احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔سوال یہ ہے کہ باقی چھیانوے ہزار صحیح احادیث کہاں ہیں؟ امام احمد بن حنبل ﷫ کو لاکھ صحیح احادیث یاد تھیں لیکن مسند احمد میں ان میں سے چند ہزار ہیں،باقی احادیث کہاں ہیں؟ کتاب الآثار چالیس ہزار احادیثِ صحیحہ سے انتخاب ہے۔باقی احادیث کہاں ہیں؟ جبکہ مجتہدین کے سامنے وہ سب احادیث وآثار تھے۔اور کوئی بھی صاحب علم اپنے پورے علم کو کتاب میں منتقل کر بھی نہیں سکتا۔ جو کچھ اسکی کتاب میں ہوگا وہ اس کے علم کا کچھ ہی حصہ ہوگا۔

جب یہ صورت حال ہے تو دین سمجھنے کیلئے صرف قرآن کا اردو ترجمہ اور صحاح ستہ کے اردو تراجم کیونکر کافی ہو سکتے ہیں؟ جبکہ صحاح ستہ کی احادیث ملا کر چھ سات ہزار سے زیادہ نہیں ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ دین اور علم دین کی عظمت واہمیت ہی ختم ہو چکی ہے اور خوف خدا دل سے نکل چکا ہے،اس لئے اس کی تحقیق پر جاہل سے جاہل آدمی بھی دلیر ہے۔

(شبہ نمبر7)

اگر خود تحقیق نہ کریں تو ذہنی جمود پیدا ہو جائے گا اور ذہنی ارتقاء رُک جائے گا۔

جواب:

اس کا اولاً جواب یہ ہے کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ماہرین کاملین کے تحقیق شدہ مسائل کی ناقصین کو دوبارہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ ڈاکٹر کے نسخہ کی مریض کو چیک کرنے کی یا اپنے طور پر تحقیق کر کے نسخہ تجویز کرنے کی اجازت نہیں۔ رہے جدید حالات کے تحت پیش آنے والے جدید مسائل وہ بہر کیف حل کرنے پڑیں گے جن کی وجہ سے ذہنی بالیدگی، ذہنی ارتقاء اور علمی ترقی جاری رہے گی۔

ثانیاً جواب یہ ہے کہ حالاتِ زمانہ کے بدلنے سے طرز استدلال بھی بدلتا ہے۔ اس لئے یہ ضرورت ہر زمانہ میں باقی رہتی ہے کہ حالات زمانہ کے مطابق انہی قدیم تحقیقات کو جدید دلائل کے ساتھ مدلل کر کے پیش کیا جائے۔ نیز ماہرین شریعت کی تحقیق کے مطابق احکام شرعیہ کی حکمتیں اور اسرار جدید علوم وفنون کی روشنی میں تلاش کی جائیں۔ مثال کے طور پر بول وبراز کی وجہ سے وضو کے لازم اور منی کی وجہ سے غسل لازم کرنے میں کیا حکمت ہے؟ پھر وضو ٹوٹنے میں حدث لاحق ہوتی ہے پورے بدن میں مگر حکم ہے چہرے، بازو اور پاؤں دھونے کا اور سر پر مسح کرنے کا۔ وضو میں ان چار اعضاء کی تخصیص کیوں ہے؟ پھر ان چار اعضاء کے دھونے سے پورا بدن پاک ہو جاتا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ جدید محققین کی تحقیق کیلئے یہ میدانِ تحقیق بڑا وسیع ہے۔ وہ اس تحقیق میں اپنے علم وفن کی توانائیاں خرچ کریں اور مزید ترقی کریں۔

ثالثاً عرض یہ ہے کہ اجتہاد اور استشہاد میں بڑا فرق ہے۔ مجتہد کا غیر منصوص مسئلہ

کو کتاب وسنت کی روشنی میں ازخود اجتہاد وفقاہت کے ذریعہ حل کرنا اجتہاد ہے وہ چونکہ اس مسئلہ کے ساتھ اپنے تفصیلی دلائل تحریر نہیں کرتا بطور خلاصہ صرف شرعی حکم بیان کر دیتا ہے سو اس نے جو حکم شرعی بیان کیا ہے اس کو بلا چوں وچرا اس مجتہد کی مجتہدانہ مہارت کی شہرت کی بنیاد پر بلا دلیل تسلیم کرنا، پھر کتاب وسنت کا مطالعہ کر کے اس کے مستدلات اور مؤیدات کو تلاش کرنا استشہاد کہلاتا ہے۔ پس جس کو شوق وجذبہ ہے تحقیق کا وہ اجتہادی تحقیق کی جگہ استشہادی تحقیق کرے اور خوب علمی ترقی اور ذہنی ارتقاء کی منزلیں طے کرے۔

(شبہ نمبر8)

مجتہد غیر معصوم تھے ان سے غلطی ہوسکتی ہے لہٰذا ان کی تحقیق کو پرکھا جا سکتا ہے۔ اگر وہ پرکھ میں غلط ثابت ہوں تو اس کو چھوڑ کر اس کی جگہ جدید تحقیق جو صحیح ہو وہ اختیار کی جاسکتی ہے۔

جواب:

خیالاتی اور عقلی دنیا میں تو یہ بات بالکل درست ہے لیکن واقعات ومشاہدات کی دنیا میں مشکل ہے بلکہ خلاف عقل ہے۔ ڈاکٹر کے نسخہ تجویز کرنے میں اور جج کے فیصلہ لکھنے میں غلطی ممکن ہے کیونکہ ڈاکٹر اور جج معصوم نہیں، اس لئے ڈاکٹر کے نسخہ اور جج کے فیصلہ کو پرکھا جا سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ پرکھنے کا حق کس کو ہے؟ ہر ذی شعور آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ہر آدمی کو یہ حق نہیں بلکہ ڈاکٹر کے نسخہ کو ڈاکٹر اور جج کے فیصلہ کو جج ہی پرکھ سکتا ہے۔ اسی طرح مجتہد کی تحقیق کو پرکھنے کا حق ہے لیکن اُسی جیسے مجتہد کو نہ کہ ہر ایک کو۔ ظاہری بات ہے کہ ایم۔اے۔ کے پرچہ کو میٹرک پاس کیسے پرکھ سکتا ہے؟ پس جیسے یہ خلافِ عقل بھی ہے اور عملاً ناممکن بھی۔ اسی طرح غیر مجتہد شخص کا ماہر شریعت مجتہد کی تحقیق کو پرکھنا خلافِ عقل اور عملاً ناممکن ہے۔ باقی غیر ذی شعور اور غیر ذی عقل لوگوں کی دنیا ہی اپنی ہوتی ہے جس کے ساتھ ذی شعور اور ذی عقل لوگوں کا تعلق ہی نہیں ہوتا۔

(شبہ نمبر9)

مجتہدین ائمہ کرام کے درمیان چونکہ اختلاف ہے اس لئے مجتہدین کی تحقیق پر چلنے کی صورت میں بھی اختلاف جُوں کا تُوں باقی رہے گا اور یہی اختلاف تو فرقہ واریت ہے۔

جواب: نمبر 1 (اعتقادی اختلاف اور اجتہادی اختلاف)......اختلاف کی دو قسمیں ہیں اعتقادی اختلاف اور اجتہادی اختلاف۔ تفرقہ بازی اور فرقہ واریت اعتقادی اختلاف سے پیدا ہوتی ہے، اجتہادی اختلاف سے نہیں اور فقہاء کرام کے درمیان اجتہادی اختلاف ہے اعتقادی اختلاف نہیں۔اس لئے فقہی اختلاف فرقہ واریت کے زمرہ میں نہیں آتا۔

مسائل و دلائل کی دو قسمیں: اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

مسائل شرعیہ کی دو قسمیں ہیں!

(۱) مسائل قطعیہ:

یعنی وہ مسائل جن کا ثبوت یقینی اور قطعی ہو مثلاً توحید، رسالت، قیامت، صداقتِ قرآن، جنت و دوزخ، وجودِ ملائکہ، ختم نبوتؐ، نزول عیسیٰ علیہ السلام، عذاب قبر، حیاتِ انبیاء علیہم السلام فی القبور، آخرت میں میزان، پُل صراط، شفاعت، رؤیتِ باری تعالیٰ، پانچ نمازوں کی فرضیت، رمضان کے روزوں کی فرضیت، ذی استطاعت پر حج کی فرضیت، زکوٰۃ کی فرضیت، سود کی حرمت، زنا کی حرمت، چوری ڈکیتی کی حرمت، شراب کی حرمت، مسواک کا سنت ہونا، داڑھی کا سنت ہونا، قربانی، اذان و تکبیر وغیرہ۔

(۲) مسائل ظنیہ:

یعنی وہ مسائل جن کا ثبوت یقینی و قطعی نہیں بلکہ وہ غلبۂ ظن کے درجہ میں ثابت ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین مستقل صفت ہے یا صفت قدرت میں داخل ہے، صفاتِ

الٰہیہ عین ذات ہیں یا غیر ذات، عذاب قبر کی کیفیت، حیاۃ فی القبر کی کیفیت، انبیاء علیہم السلام افضل ہیں یا ملائکہ، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی انبیائؑ میں سے کون سے نبی افضل الانبیاء ہیں؟، ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں، وضوء، غسل، نماز، روزہ، حج وغیرہ میں سے ہر ایک میں فرائض، واجبات، سنن، مستحبات کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ یا وہ مسائل غیر منصوصہ ہیں یعنی کتاب وسنت میں ان کا ذکر نہیں ہوا جیسے ہر زمانہ کے پیش آمدہ اکثر جدید مسائل۔ ان مسائل ظنیہ کو مسائل اجتہادیہ بھی کہا جاتا ہے۔ دراصل مسائل کی ان دوقسموں کی بنیاد دلائل کی دوقسموں پر ہے۔ دلائل دوقسم کے ہیں

(۱) دلائلِ قطعیہ:

یعنی وہ دلائل جو ثبوت کے لحاظ سے قطعی ہیں اور مفہوم کے اعتبار سے بالکل واضح ہیں جیسے لا الٰہ الا ھوا الحی القیوم، محمد رسول اللّٰہ، و اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوۃ وغیرہ۔

(۲) دلائل ظنیہ:

یعنی وہ دلائل جن کا ثبوت غلبۂ ظن کے درجہ میں ہے یا ان کا مفہوم و معنی غیر واضح ہے مثلاً خبر واحد، اس کا ثبوت ظنی ہوتا ہے پھر اگر ان اخبار آحاد میں تعارض ہو جیسے رفع یدین اور ترک رفع یدین، قرأۃ خلف الامام اور ترک القرأۃ خلف الامام کی متعارض احادیث یا مفہوم کے اعتبار سے اس میں مختلف احتمالات ہوں جیسے وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ میں دو احتمال ہیں کہ قَرْءٌ سے مراد طہر ہو یا حیض۔ پس وہ مسائل جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں وہ قطعی ہیں اور جو دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں وہ ظنی ہیں۔

پھر مسائل قطعیہ کی دو قسمیں ہیں: وہ مسائل جن کا ثبوت اتنا قطعی اور واضح ہے

کہ ان کو ہر مسلمان خواہ عالم ہو یا غیر عالم جانتا ہے مثلاً توحید، رسالت، قیامت، صداقتِ قرآن، جنت و دوزخ، ختم نبوت وغیرہ ان کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک عقیدہ کا انکار خواہ تاویل کے ساتھ ہو کفر ہے۔

وہ مسائل جن کا ثبوت دوراول میں واضح نہ تھا بعد میں ان کا ثبوت اور شرعی حکم ہونا اتنا واضح ہو گیا کہ ان کو ہر عام و خاص مسلمان جانتا ہے ان مسائل کو ضروریاتِ اہل السنّت والجماعت کہا جاتا ہے جیسے عذاب قبر، حیاۃ انبیاء علیہم السلام فی القبور وغیرہ۔ ان عقائد میں سے کسی عقیدے کا انکار کفر تو نہیں البتہ اہل السنّت والجماعت کی جماعت حقہ سے خارج ہو جاتا ہے اور مسائل ظنیہ اجتہادیہ میں سے کسی ظنی مسئلہ کا انکار نہ کفر ہے نہ اس سے اہل السنّت والجماعت سے خروج لازم آتا ہے۔

یہ بات سمجھ لیجئے کہ مسائل قطعیہ میں اختلاف کو اعتقادی اختلاف کہا جاتا ہے اور اسی اعتقادی اختلاف کا نام فرقہ واریت ہے۔ باقی مسائل ظنیہ اجتہادیہ میں اختلاف فرقہ واریت نہیں ہے بلکہ وہ اجتہادی اختلاف ہے جو باعث اجر ہے۔ مجتہد مصیب کو دو اجر اور مجتہد خطی کو ایک اجر ملے گا اور اتنا ہی اجر ملے گا ہر ایک کے مقلدین کو۔

ائمہ مجتہدین کے درمیان جو اختلاف ہے وہ مسائل اجتہادیہ میں ہے مسائل قطعیہ میں نہیں ہے یعنی ان کے درمیان اجتہادی اختلاف ہے اعتقادی اختلاف نہیں ہے اس لئے فقہ کے چاروں مکاتبِ فکر اہل السنّت والجماعت ہیں اور جماعت حقہ ہیں اور مَاۤ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِی میں داخل ہیں۔ قرآن کریم میں ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے واضح احکامات آجانے کے بعد تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا۔ (آل عمران: ۱۰۵) پتہ چلا قطعی اور واضح احکام میں تفرقہ فرقہ واریت ہے۔

جوابِ نمبر 2:......اللہ تعالیٰ کی تکوینی حکمت کے تحت ائمہ اربعہ کے مذاہب مدون ہو گئے اور مدون ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو گئے اور مختلف ملکوں اور علاقوں میں عملاً رائج اور قانوناً نافذ ہو گئے ۔ ان مذاہب اربعہ میں سے رواج ونفاذ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے فقہ حنفیہ کو زیادہ مقبولیت عطا کی ۔ اس لئے اس کی پذیرائی اور پھیلاؤ کا دائرہ بمقابلہ باقی مذاہب ثلاثہ کے زیادہ وسیع ہے اور عملاً طے ہو گیا کہ جس ملک اور جس علاقے میں ان میں سے جو مذہب قبولیت پا گیا ہے وہاں وہی مذہب چلے گا دوسرے مذہب والے اس میں مداخلت کر کے بدامنی کی فضا پیدا نہ کریں گے ۔

یہی وجہ ہے کہ انگریزوں کی خلافت عثمانیہ کے خلاف دہشت گردی سے قبل خلافتِ عثمانیہ کے تحت مکہ و مدینہ میں ساڑھے پانچ سو سال تک حنفیوں کی حکومت رہی ۔ جس میں سے فقہ حنفی بطور قانون نافذ تھی ۔ لیکن اتنے طویل عرصہ میں کبھی بھی احناف اور غیر احناف کے درمیان محاذ آرائی نہیں ہوئی اور اب تقریباً ساٹھ سال سے سعودی عرب میں فقہ حنبلی نافذ ہے تب بھی کوئی محاذ آرائی نہیں ہے ۔

پاکستان میں فقہ حنفی تھی اور ہے ۔ یہاں پر بھی کبھی کسی شافعی ، مالکی یا حنبلی نے کوئی جھگڑا نہیں کھڑا کیا اور اگر اس مسلک کے حاملین یہاں آتے ہیں تو حنفی لوگ کھلے دل سے ان کو برداشت کرتے ہیں ، ایک دوسرے کے خلاف نہ محاذ آرائی ہوتی ہے نہ فتوے بازی ۔ پس جب ہر علاقہ میں وہاں کا متواتر مذہب چلے گا اور دوسرے حضرات کیلئے اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی برقرار رہے گی تو فرقہ واریت تو کجا اختلاف بھی نہیں ہو گا جیسا کہ اب سعودی عرب میں حنفیوں اور حنبلیوں کے درمیان کوئی محاذ آرائی نہیں ہے ۔

جوابِ نمبر 3: اگر ماہرین شریعت کی قدیم تحقیق کا ان جدید محققین کو پابند نہ کیا جائے ، ہر

ایک اپنی سوچ، اپنے فکر اور اپنے ذہن کے مطابق آزادانہ تحقیق کرے تو جتنے جدید محقق ہوں گے اتنے نئے مذہب بن جائیں گے اور چار فقہوں کو ختم کرتے کرتے ہزاروں جدید فقہیں بناڈالیں گے اور آئمہ اربعہ کے اختلاف سے بچتے بچتے ہزاروں جدید محققین کے درمیان اختلافات کھڑے ہوجائیں گے جو صرف اجتہادی اختلاف نہیں بلکہ فرقہ واریت اور باہمی مخالفت کی مکروہ ترین شکل ہوگی۔ اسی لئے علامہ اقبال کی یہ نصیحت آب زر سے لکھنے کی لائق ہے

؎ زاجتہاد عالماں کوتاہ نظر　　　اقتداء رفتگاں محفوظ تر

جواب نمبر 4:......کونسا شعبہ ایسا ہے جس میں اختلاف نہیں۔ علاج ومعالجہ کے شعبہ میں آئلوپیتھی، ہومیوپیتھی، طب کے ماہرین کے درمیان کتنا اختلاف ہے۔ ہرایک کے اصول دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہرایک کا طریقۂ علاج دوسرے سے جدا ہے۔ جب یہ لوگ ایک دوسرے پر تبصرہ کرتے ہیں تو اپنے آپ کو کامیاب اور دوسرے کو ناکام ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے اپنے حقوق کی باقاعدہ جنگ لڑتے ہیں۔ یہ مہذب طبقہ اپنے حقوق کی خاطر احتجاج کرتا ہے، ہڑتالیں کرتا ہے، جلسے جلوس کرتا ہے۔

اتنے شدید اختلافات کے باوجود کیا ہسپتال بند کردیئے گئے؟ علاج ومعالجہ چھوڑ دیا گیا؟ آئلوپیتھی، ہومیوپیتھی، طب کو چھوڑ دیا گیا؟ بعض دفعہ مرض کی تشخیص وتجویز میں ڈاکٹروں اور اطباء کے درمیان اختلاف ہوجاتا ہے۔ تو کیا اس مریض کو بغیر علاج کے لاوارث کرکے پھینک دیا جاتا ہے؟ سائنسدانوں کے درمیان سائنسی تحقیقات میں اختلاف ہے۔ ماہرین زراعت کے درمیان اختلاف ہوجاتا ہے۔ تو کیا اس اختلاف کی وجہ سے یہ شعبے بند کردیئے جاتے ہیں؟ تاریخی تحقیقات میں مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے تو کیا تاریخ کو چھوڑ دیا گیا ہے؟ قرآن کریم کی قراءت میں قراء کے درمیان اختلاف ہے، آیات

کی تعداد میں اختلاف ہے، بعض سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے، بعض آیات کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے، قرآن کریم کی لغت اور ترکیب وغیرہ میں ماہرین قرآن کے درمیان اختلاف ہے تو کیا قرآن کو اس اختلاف کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے؟ محدثین کے درمیان الفاظ حدیث میں اختلاف ہوتا ہے، ایک محدث ایک طرح لفظ نقل کرتا ہے دوسرا محدث دوسری طرح۔ صحت حدیث کے شرائط و معیار میں اختلاف ہے۔ حدیث کے درجہ کے تعین میں اختلاف ہوتا ہے، ایک محدث ایک حدیث کو صحیح کہتا ہے دوسرا اسی حدیث کو ضعیف کہتا ہے۔ ایک محدث ایک حدیث کو مرفوعاً روایت کرتا ہے دوسرا اسی کو موقوف کہتا ہے۔ رواۃ حدیث کے بارے میں محدثین میں شدید اختلاف ہے۔ ایک محدث ایک راوی کو دجال و کذاب کہتا ہے دوسرا اسی کو ثقہ کہتا ہے۔ تو کیا ان اختلافات کی وجہ سے حدیث کو چھوڑ دیا گیا؟ اگر اتنے اختلافات کے باوجود ان چیزوں کو نہیں چھوڑا گیا تو آخر فقہ و فقہاء کا کیا قصور ہے؟ کہ فقہ کے اجتہادی اختلاف کی وجہ سے فقہ وفقہاء کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اگر اختلافات کی وجہ سے چھوڑنا ہے تو آئلوپیتھی، ہومیوپیتھی، طب، سائنس، تاریخ، قرآن، حدیث سب کو چھوڑا جائے اور اگر اختلافات کی وجہ سے ان امور کو نہیں چھوڑا جاتا تو فقہ کو بھی نہ چھوڑا جائے جبکہ فقہ کا اجتہادی اختلاف باعث اجر بھی ہے مجتہد مصیب کو دو اجر ملتے ہیں اور مجتہد مخطی کو ایک اجر۔

فرقہ واریت کی قسمیں

ایک قابل غور بات یہ ہے کہ فرقہ واریت کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) سیاسی فرقہ واریت ،(۲) لسانی فرقہ واریت،(۳) قومی فرقہ واریت ،(۴) وطنی فرقہ واریت، (۵) مذہبی فرقہ واریت،(۶) صنعتی وحرفتی فرقہ واریت یعنی ہر صنعت وحرفت کے لوگوں نے اپنی الگ الگ جتھہ بندی کر کے اپنے اپنے مفادات کی جنگ شروع کر رکھی ہے۔

ان میں سے زیادہ خطرناک فرقہ واریت کی پہلی چار قسمیں ہیں۔ صنعتی فرقہ واریت کے نتیجہ میں اپنے گروہی مفادات کی خاطر زیادہ سے زیادہ احتجاج، ہڑتال، جلسے جلوس ہو جائیں گے اور مذہبی فرقہ واریت کے نتیجہ میں جلسے جلوس، احتجاج اور ہڑتال کے علاوہ جُدا مساجد و مدارس بن جائیں گے۔ ایک دوسرے کے خلاف جلسے کر لیں گے۔

لیکن فرقہ واریت کی پہلی چار قسمیں تو اتنی خطرناک ہیں کہ ان سے تو ملکوں کے نقشے اور ملکوں کے جغرافیے بدل جاتے ہیں۔ پاکستان کا جغرافیہ بھی اسی فرقہ واریت کی وجہ سے بدل گیا۔ جو کبھی مغربی پاکستان ہوتا تھا اب وہی کل پاکستان بن گیا جبکہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ جس میں بلا شبہ ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے۔ ۹۰ ہزار فوج دشمن کی قید میں چلی گئی اور پوری دنیا کے سامنے اس سیاسی، لسانی، وطنی، قومی فرقہ واریت نے پاکستانی قوم کو ذلیل و رُسوا کر دیا اور سر شرم سے جھک گئے۔

بابائے قوم محمد علی جناح اور لیاقت علی خاں جیسے عظیم لوگ سیاسی فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ کتنے گولیوں کا نشانہ بن گئے، کتنی عزتیں پامال ہوئیں، کتنے جانی و مالی نقصانات ہوئے اور کتنے سیاسی حریف ہیں جو انتقام کا نشانہ بنے اور کتنے سیاسی حریف ہیں جو بے قصور ہونے کے باوجود جیلوں میں پڑے ہیں اور ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں اور محض اپنے سیاسی دشمنوں سے انتقام لینے کیلئے کتنے جھوٹے ڈرامے رچائے جاتے ہیں اور جھوٹی کہانیاں بنائی جاتی ہیں۔

لیکن حکومت اس خطرناک فرقہ واریت کو ختم کرنے کیلئے حکومتی وسائل استعمال نہیں کرتی۔ ایک مذہبی فرقہ واریت ہی ہے جوان کونظر آتی ہے وہ اسی کی مذمت کرتی ہیں اسی کوختم کرنے کے پروگرام بناتی ہیں ان کوتمام برائیاں اسی کے اردگرد گھومتی نظر آتی ہیں۔ کیا ان کوفرقہ واریت کی مکروہ ترین اور خطرناک ترین قسموں کے مہلک اور تباہ کن نتائجِ بدنظرنہیں آتے؟

اصل بات یہ ہے کہ دین دشمن عناصر کی مدت سے کوشش ہے کہ علماء اسلام اور دین کے قلعے یعنی اسلامی مدارس کو مذہبی فرقہ واریت اور دہشت گردی کے حوالے سے اتنا بدنام کردیا جائے کہ عوام الناس مدارس اسلامیہ اور علماء اسلام سے اتنے بدظن ہوجائیں اور مدارس اور اہلِ مدارس سے اتنے دور ہوجائیں کہ وہ تعاون بھی چھوڑ دیں اور علماء دین سے دور ہوکر خود بھی بے دین ہوجائیں اور لوگ فرقہ واریت اور بدنامی کے خوف سے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانا ہی چھوڑ دیں۔ درحقیقت فرقہ واریت کا یہ پروپیگنڈا اس تسلسل کا حصہ ہے جو مشرکین مکہ نے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فرقہ واریت کا اور قریش کو آپس میں لڑانے کا پروپیگنڈا کیا تھا لیکن نہ وہ اوائل زمانے کے دشمنانِ دین اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب ہوئے نہ اخیر زمانہ کے یہ دشمن کامیاب ہوں گے۔

بس دُعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء اسلام کوخصوصاً اہل مدارس اور اہلِ مساجد کو اخلاص وتقوی، علم وفہم اور ہمت واستقامت کی قوت ودولت سے مالامال فرمائیں۔

﴿آمین ثم آمین بجاہ رسول رب العالمین﴾